Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com

مکمل ناول

میں اس لمحے کو کبھی نہیں کھوج سکا جس لمحے میں مجھے مشعل سے محبت ہو گئی تھی۔ میں اس وجہ کو بھی نہیں جان سکا جس نے مجھے اس کا گرویدہ بنا دیا تھا۔ کیا اسی لیے محبت کو اندھا، گونگا، بہرا کہا جاتا ہے کیونکہ وہ لمحہ نہ دکھائی دیتا ہے نہ سنائی اور نہ ہی اس لمحے کی سزا کے قیدی بنتے ہوئے ہم کچھ بول پاتے ہیں۔

مشعل سے میری پہلی ملاقات یونی ورسٹی کے پہلے دن ہوئی تھی۔ میں نے اس سے اپنی کلاس کے بارے میں پوچھا اور اس نے ہاتھ اٹھا کر اشارہ کر دیا کہ وہاں ہے۔ جس طرح اس نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور پھر بے اعتنائی سے ٹھک ٹھک کرتی چلی گئی تو مجھے یہ منظر یاد رہ گیا۔ اتنا یاد رہ گیا کہ میں اسے یونی ورسٹی میں ڈھونڈنے لگا کہ وہ دوبارہ کہاں مل سکتی ہے۔

اور یہی میری پہلی غلطی تھی۔ اسے ڈھونڈنا۔ مجھے اس وقت معلوم نہیں تھا کہ میں اپنے تکلیف و کرب کے امکانات کو ڈھونڈ رہا ہوں۔ میں ایک ایسی ہستی کو تلاش کر رہا ہوں جو میرے دل کی بستی کو برباد کر کے چھوڑ دے گی۔ جو میری محبت کی تذلیل کچھ ایسے انداز میں کرے گی کہ دوبارہ اس محبت کی عزت بحال نہیں ہو سکے گی۔

عزت، جو مجھ جیسے عام اور معمولی انسان کو تو مل جاتی ہے..... لیکن محبت نہیں ملتی۔

میں ہمیشہ سے ایک برائٹ اسٹوڈنٹ رہا تھا، پھر بھی میں ایک بی لو ایوریج ہزبینڈ ہی رہا۔ میں نے بہت سی کتابیں پڑھی تھیں، پھر بھی بات کرنے کے لیے میرے پاس کوئی موضوع نہیں تھا۔ میں دیکھنے میں اچھا

سمیرا حمید

تو حرفِ آشنائیاں

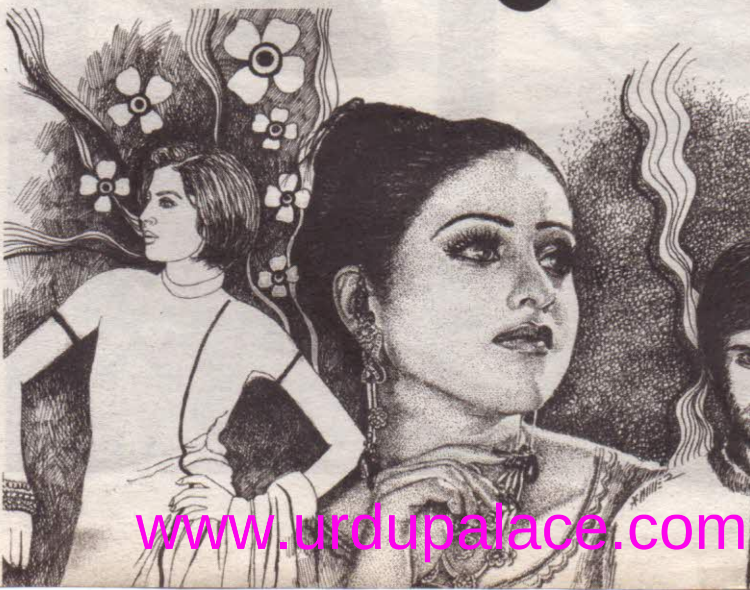

www.urdupalace.com

تھا۔ بلکہ گاؤں میں تو خوب صورت مشہور تھا، پھر بھی میں ماڈرن..... اسٹینڈرڈ کے مطابق چارمنگ نہیں تھا۔ ہینڈسم تھا، لیکن "ہاٹ" نہیں۔ مجھے کھانے پینے، اٹھنے بیٹھنے، بات چیت کے سب آداب معلوم تھے، پھر بھی میں پینڈو تھا۔

میں عادل..... ایک دیہاتی، عام اور معمولی انسان..... اپنے شہر کے دوستوں سے کتنی ہی بار میں نے یہ سنا تھا کہ پینڈو کتنا بھی پڑھ لکھ جائے وہ رہتا پینڈو ہی ہے۔

اس بات پر میں نے کبھی ان سے کوئی تکرار نہیں کی تھی۔ مجھے لگتا ہے کہ شہر والوں کے نظریات بدلنا مشکل ہوتا ہے۔ شہر کے لوگ ذرا ضدی ہوتے ہیں۔ ان کے رویوں میں اتنی لچک نہیں ہوتی جتنی ایک دیہاتی کے رویے میں ہوتی ہے۔

میٹرک میں جب میں نے بورڈ میں دوسری پوزیشن لی تو میرے اسکول کے ایک ٹیچر نے کہا کہ..... "پینڈو جب پڑھنے پر آتا ہے تو سب کو پیچھے چھوڑ دیتا ہے۔ دیکھنا، یہ عادل کتنا آگے جائے گا، لیکن رہے گا پینڈو ہی....."

یہ بات مجھے ہمیشہ یاد رہی کہ میں کتنا ہی آگے چلا جاؤں، رہوں گا پینڈو ہی۔

ابا جی میری پیٹھ تھپک کر بار بار کہا کرتے تھے۔ "پڑھ لکھ، تے بابو بن جا۔"

بابو یعنی شہری..... یہ وہ واحد بات تھی جو مجھے کم سے کم ابا جی کے منہ سے پسند نہیں تھی۔ ہم سب اپنی شناخت بدلنے کے لیے اتنے بے تاب کیوں رہتے ہیں۔ ابا جی ایک سادہ انسان تھے۔ شاید انہوں نے اپنی زندگی میں پینڈو ہونے کے طعنے اتنے زیادہ سنے تھے کہ وہ نہیں چاہتے تھے کہ میں پینڈو رہوں۔ یا شاید اس کی وجہ وہ لڑکی رہی تھی جس سے انہیں محبت ہو گئی تھی اور وہ لڑکی شہر کی تھی۔

شاید بچپن میں یا پھر لڑکپن میں، لیکن مجھے یہ بات معلوم ہو گئی کہ ابا جی کو اپنے کسی دور کے رشتے دار کی بیٹی سے محبت ہو گئی تھی۔ وہ لڑکی کالج جاتی تھی، جبکہ ابا جی میٹرک بھی پاس نہیں تھے۔ جب دادا جی شہر لڑکی والوں کے گھر رشتہ لے کر گئے تو انہوں نے شاید ٹالنے کے لیے کہہ دیا کہ ہماری بیٹی کالج جاتی ہے اور آپ کا بیٹا دس جماعتیں بھی نہیں پڑھا ہوا ہے۔ کم سے کم لڑکا میٹرک پاس تو ہو۔ پھر ہم سوچیں گے۔

اگر ابا جی کو اپنی محبت دس جماعتیں پاس کرنے سے مل سکتی تھی تو وہ یہ دس جماعتیں بار بار پاس کرنے کے لیے تیار تھے۔ ابا جی نے دو سال لگا کر میٹرک جیسے تیسے کر کے پاس کیا۔ کالج میں داخلہ لینے ہی لگے تھے کہ

لڑکی کے نکاح کی اطلاع آ گئی۔ دس جماعتیں پاس کر کے بھی وہ فیل ہو گئے۔ سنا ہے کہ ابا جی تین ہفتے تک لاپتا رہے تھے پھر کسی دربار سے ملے تھے۔ فقیر بن کے بیٹھے تھے دربار پر.....

دل سے وہ ابھی بھی وہی فقیر تھے، لیکن مجھے فقیر دیکھنا نہیں چاہتے تھے۔ وہ میرے لیے خوف زدہ تھے۔ اتنے کہ ساری زندگی ابا جی نے جتنا پیسہ جمع کیا، مجھے شہری بنانے میں لگا دیا۔ میرے کپڑوں، میرے جوتوں، میری کتابوں، میرے کھلونوں پر۔ وہ تو میرے لیے شہر جا کر رہنے کے لیے بھی تیار تھے، لیکن دادی نے اپنی محبت سے باندھ لیا۔ دادی ایک ٹانگ سے معذور تھیں۔ جب ابا جی تین ہفتوں کے لیے لاپتا ہو گئے تھے تو دادی پاگلوں کی طرح ابا جی کو ڈھونڈتی پھرتی تھیں کہ ٹرالر کے نیچے آ گئیں۔ جان بھی بڑی مشکل سے بچی تھی ان کی۔ ابا جی کی اس ایک محبت نے بڑا نقصان کیا، سب کا۔ دادی جی کا، اماں کا، خود ابا جی کا اور سب سے زیادہ میرا.....

میں کبھی ابا جی کے اس پاگل پن کو سمجھ نہیں سکا تھا۔ اس وقت تک جب تک میں نے خود مشعل سے شادی نہیں کر لی۔

میں ایک پینڈو آدمی جس کے باپ نے ساری زندگی اسے شہری بنانے میں لگا دی تھی پینڈو ہی رہا۔ میری آسٹریلین یونی ورسٹی کی ڈگری اور میری فیصل آباد کی جاگیر بھی مجھے برائٹ ہزبینڈ نہیں بنا سکی۔ میری

www.urdupalace.com

فقیرانہ محبت بھی اس درجے تک نہیں پہنچ سکی جہاں سے اسے بادشاہی کا رتبہ مل جاتا۔ یہ جذبہ فقیر کا وہ کشکول ہی رہا جو صداؤں پر بھی "خیرات" سے خالی ہی رہتا ہے۔

✡ ✡ ✡

"تم پاکستان کے کس شہر سے ہو مشعل؟"

جب میں نے اسے ڈھونڈ لیا اور یہ تک معلوم کرلیا کہ اس کا نام کیا ہے اور وہ کس کلاس کی اسٹوڈنٹ ہے تو ایک دن میں لائبریری میں جاکر اس کے سامنے بیٹھ گیا اور ہیلو ہائے کے بعد پوچھا۔

"میں پاکستانی نہیں ہوں۔ پاکستانی نژاد ہوں۔" اس کا لہجہ سخت ہوگیا۔ شاید اسے اپنے پاکستانی نژاد ہونے پر شرمندگی تھی۔

"اوہ۔۔۔ کیا تمہارے فادر بھی۔۔۔؟"

"میرے گرینڈ پاپا پاکستانی تھے۔ میرے فادر آسٹریلین ہیں۔۔۔ تم کون ہو۔۔۔ تمہیں کس نے اجازت دی ہے ایسے مجھ سے آکر باتیں کرنے کی؟"

میں شرمندہ ہوگیا۔ ظاہر ہے کہ میں اسے ڈھونڈتا پھر رہا تھا۔ میں نے اس کا نام معلوم کرلیا تھا۔ نہ وہ مجھے جانتی تھی' نہ اس نے پہلی ملاقات کے اس منظر کو ذہن میں رکھا ہوا تھا جو میرے دل پر نقش تھا۔

"م۔۔۔ میں عادل ہوں۔۔۔ یونی ورسٹی کے پہلے دن وہ۔۔۔ وہ میں نے تم سے اپنی۔۔۔"

"میں کسی عادل کو نہیں جانتی اور غیر ضروری لوگوں سے بات کرنا بھی پسند نہیں کرتی۔"

اس نے برا مان لینے کی حد تک اپنے لہجے کو بُرا بنا کر کہا اور اٹھ کر وہاں سے چلی گئی۔ چند جملوں پر مشتمل یہ مکالمہ مجھے ہمیشہ یاد رہا۔ اتنا یاد کہ پھر دوبارہ میں نے کبھی مشعل سے بات کرنے کی کوشش ہی نہیں کی۔

وہ خوب صورت تھی اور پھر آسٹریلین تھی۔ وہ ایسا لہجہ اپنا سکتی تھی۔ جتنا اس کا مزاج ہائی فائی تھا' اتنا ہی اس کا انداز۔ اپنی کار سے لے کر کار کی 'کی چین' تک وہ برانڈڈ گرل تھی۔ ہاں پھر وہ کیوں مجھ جیسے غیر ضروری لوگوں سے بات کرتی۔ اس کے پاس سارے حقوق تھے کہ وہ مجھے نظرانداز کردیتی۔

لیکن میں اسے نظرانداز نہیں کرسکا۔ اسے یونی ورسٹی میں آتے اور جاتے دیکھتا رہتا۔ اکثر اسے لائبریری میں کتاب کی اوٹ سے دیکھا کرتا تھا۔ وہ گہری سرخ لپ اسٹک لگاتی تھی۔ ایک صرف وہی تھی جو ایسے سرخ رنگ کو سنبھال سکتی تھی۔ اس کے بال ہمہ وقت بکھرے رہتے تھے۔ اس کی آنکھیں اردگرد سے لاپروا رہتی تھیں۔ اس کے ابرو کی اٹھان۔۔۔ دور بہت دور۔۔۔ بھاگ جانے کا الارم دیتی تھی۔ اس کے

ادارہ خواتین ڈائجسٹ کی طرف سے
بہنوں کے لیے خوبصورت ناول

کتاب کا نام	مصنفہ	قیمت
بساطِ دل	آمنہ ریاض	500/-
ذرد موسم	راحت جبیں	750/-
زندگی اک روشنی	رخسانہ نگار عدنان	500/-
خوشبو کا کوئی گھر نہیں	رخسانہ نگار عدنان	200/-
شہر دل کے دروازے	شازیہ چودھری	500/-
تیرے نام کی شہرت	شازیہ چودھری	250/-
دل ایک شہر جنوں	آسیہ مرزا	450/-
آئینوں کا شہر	فائزہ افتخار	500/-
بھول بھلیاں تیری گلیاں	فائزہ افتخار	600/-
پھلاں دے رنگ کالے	فائزہ افتخار	250/-
یہ گلیاں یہ چوبارے	فائزہ افتخار	300/-
عین سے عورت	غزالہ عزیز	200/-
دل اُسے ڈھونڈ لایا	آسیہ رزاقی	350/-
بکھرنا جائیں خواب	آسیہ رزاقی	200/-
زخم کو ضد تھی مسیحائی سے	فوزیہ یاسمین	250/-
اماوس کا چاند	بشریٰ سعید	200/-

ناول منگوانے کے لئے فی کتاب ڈاک خرچ -/30 روپے
منگوانے کا پتہ:
مکتبہ عمران ڈائجسٹ -37 اردو بازار، کراچی۔
فون نمبر: 32216361

www.urdupalace.com

چہرے کی تہ میں چھپی سختی مجھے ہولا دیتی تھی۔ اگر وہ کسی ریک سے کتاب نکال رہی ہوتی اور میں بھی اسی ریک کے قریب کہیں موجود ہوتا تو اس کی سرد مہری کی سرد لہر مجھے اکھاڑ کر رکھ دیتی تھی۔ پھر بھی دو سال تک میں مشعل کو دیکھتا اور اس کا مشاہدہ کرتا رہا۔

کیا میں اسے پسند کرتا تھا..... ؟ مجھے نہیں معلوم تھا۔

کیا مجھے اس سے محبت ہو چکی تھی۔ ؟ مجھے نہیں معلوم تھا..... پھر معلوم ہو گیا۔

اب اپنے باپ کی طرح میں بھی اس کے لیے کسی دربار کا مجاور بننے کے لیے تیار تھا۔ میرا دل وہ کشکول بن گیا جو ''مشعل مشعل'' نام کی صدائیں لگانے لگا۔ خیرات میں ہی سہی..... کھوٹے سکوں کی صورت ہی سہی..... مجھے اس کی محبت درکار تھی۔

لیکن یہ بہت بعد میں ہوا..... جب میری اس سے شادی ہو گئی۔

☼ ☼ ☼

ڈگری لینے کے بعد میں گاؤں واپس جانا چاہتا تھا۔ میری چھوٹی بہن سارہ گاؤں میں ایک اسکول کھولنے کے بارے میں سوچ رہی تھی۔ وہ چاہتی تھی میں بھی واپس آکر اس کے ساتھ کام کروں' لیکن ابا جی مجھے واپس بلانے کے لیے تیار نہیں تھے۔ وہ ہر بار مجھے سختی سے منع کر دیتے۔ کبھی کبھی ان کا انداز مجھے رویا رویا ہوا سا لگتا جیسے کہتے ہوں۔ ''پتر عادل! اس چھوٹی دنیا میں واپس نہ آنا' لوگ چھوٹا سمجھ کر تمہیں کبھی بڑا نہیں بننے دیں گے۔''

''پڑھ لکھ کر بڑا آدمی بن گیا ہوں ابا جی۔ اب اپنے لوگوں کے لیے کام کرنا ہے مجھے.....''

''وہاں بھی پاکستانی ہیں' تم ان کے لیے کام کرو۔''

''یہاں کے پاکستانی بہت خوش حال ہیں ابا جی۔ حکومت ان کے لیے سب کام کر رہی ہے۔ میں یہاں ڈگری لینے آیا تھا ہمیشہ رہنے نہیں۔''

''رہ لو پتر وہاں! ہمیشہ کے لیے ہی رہ لو۔ کون بلا رہا ہے تمہیں یہاں۔ شہری ہو شہروں میں رہو۔ بڑے شہروں میں کیا کرو گے گاؤں آکر۔ لوگ تمہیں بابو کہتے ہیں۔ کیوں چاہتے ہو کہ اب وہ تمہیں پینڈو کہیں۔''

''لوگ ایسا کچھ نہیں کہتے ابا جی۔''

''کہتے ہیں..... تم نہیں جانتے..... تمہیں کچھ نہیں معلوم۔''

''میں آپ لوگوں کے ساتھ رہنا چاہتا ہوں ابا جی۔''

''ہم تمہارے ساتھ ہی ہیں پتر..... الگ کب ہیں تم سے.....''

''ایک ہی بیٹا ہوں آپ کا ابا جی۔ مجھے بھی آپ خود سے ایسے دور رکھ رہے ہیں۔''

''ایک ہی بیٹے ہو' اسی لیے کہتا ہوں بابو بن کے رہو..... اپنے باپ جیسا نہ بن جانا۔ دیہات کتنے بھی بڑے ہو جائیں پتر' شہروں سے بڑے نہیں ہوتے۔ دیہاتی کتنا بھی پڑھ لکھ جائے' نسلوں تک پینڈو گنا جاتا ہے۔''

''میں بھی دیہاتی ہوں ابا جی..... مان لیں۔''

''تو صرف دیہات میں پیدا ہوا ہے۔ بس..... دیہاتی نہیں ہے تو.....''

پتا نہیں ابا جی نے خود کو کن کن فلسفوں سے بہلایا ہوا تھا۔ وہ خود کو کیا کیا تسلیاں دیتے رہتے تھے۔ میں جانتا تھا کہ ابا جی کبھی نہیں مانیں گے۔ وہ اپنا ماضی 'میرے حال سے سنوارنا چاہتے تھے۔ پھانس جو ان کے دل میں ابھی تک چبھی ہوئی ہے' اسے وہ میرے کانٹے سے نکالنا چاہتے ہیں۔ اتنا پڑھ لکھ کر بھی میں اپنے باپ کو یہ نہیں سمجھا سکا کہ نہ وہ پینڈو ہیں اور نہ ہی میں..... پینڈو تو وہ انسان ہے جو انسانوں میں فرق رکھتا ہے۔

کیا انسان کی ساری فصاحت اور علم اس کا لب و لہجہ اور طرز زندگی ہی ہے۔ نفیس انسان کے لیے جو پیمانے مرتب ہیں' ان میں کھیتوں میں کام کرنے والوں' زمین پر بیٹھ کر رزق کھانے والوں اور مٹی گارے کی لپائی کرنے والوں کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے؟

www.urdupalace.com

کوشش کے باوجود میں پاکستان نہیں جاسکا۔ ابا جی یہی چاہتے تھے کہ یا میں یہاں کوئی بزنس کرلوں یا کوئی اچھی سی جاب۔ اچھی سی جاب تو مجھے فوراً مل گئی تھی۔ اگر میں اپنا بزنس سیٹ کرنا چاہتا تو وہ بھی کر سکتا تھا کیونکہ میں جانتا تھا کہ میں بزنس کا ارادہ کروں گا اور ابا جی سب کچھ بیچ کر میرے ہاتھ میں پیسے پکڑا دیں گے اور میں یہی نہیں چاہتا تھا کہ اپنی تین بہنوں کا حصہ بھی خود لے لوں۔ اب اگر مجھے بزنس کرنا بھی تھا تو خود اپنے بل بوتے پر کرنا تھا۔

میری جاب اچھی تھی۔ میرے ڈپارٹمنٹ کے ہیڈ پاکستانی نژاد تھے۔ شروع میں وہ مجھے اتنے سخت گیر اور غیر معمولی لاتعلق لگے کہ انہیں دیکھ کر مشعل کی یاد آجاتی۔ ان کی سردمہری بھی مجھے اکھاڑ کر رکھ دیتی تھی۔ ان کی پروفیشنل مسکراہٹ زخم خوردہ لگتی۔ اطوار میں تلخی اور ناپسندیدگی کی پرچھائیں بھی نظر آتی تھی۔

لیکن وقت کے ساتھ ساتھ جب ان کی سخت گیری کی پرتیں اترنے لگیں تو میں نے انہیں ایک ہمدرد انسان پایا۔ شاید وہ ان لوگوں میں سے تھے جو ہم سب انسانوں سے خائف تھے۔ وہ ہماری خرابیوں سے اتنے بے زار ہو چکے تھے کہ کسی بھی نئے انسان کو کسی خوبی کے لیے آزمانا نہیں چاہتے تھے۔

ہم دونوں آہستہ آہستہ ایک دوسرے کے قریب آنے لگے یا یوں کہنا چاہیے کہ وہ مجھے اپنے قریب کرنے لگے۔ ہلکی پھلکی بات چیت گھنٹوں کی گپ شپ پر محیط ہو گئی۔ پہلے کافی ساتھ پینے لگے، پھر لنچ بھی کرنے لگے۔ دو بار مل کر ہم کرکٹ میچ بھی دیکھ آئے تھے۔ ایک رات جب وہ اچانک میرے فلیٹ میں آگئے تو ہم نے مل کر تھوڑی سی کوکنگ بھی کی۔ ساتھ ڈنر کیا۔ پھر اکثر وہ میرے فلیٹ میں آنے لگے۔

"یہاں آکر تو بڑے بڑے لوگ بدل جاتے ہیں عادل! تم ویسے کے ویسے ہی ہو۔" میرے فلیٹ کو اپنا فلیٹ سمجھ کر کاؤچ پر نیم دراز ہوتے ہوئے وہ پوچھ رہے تھے یا مجھے بتا رہے تھے۔ ان کے انداز سے میں سمجھ نہیں سکا۔

میں ہنس دیا۔ "آپ تو ایسے کہہ رہے ہیں جیسے مجھے بہت پہلے سے جانتے ہیں۔"

"میری عمر میں ماضی تک جانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ تجربہ سب بتا دیتا ہے۔ تمہیں پہلی بار دیکھتے ہی میں یہ جان گیا تھا کہ تمہارا تعلق کسی چھوٹے شہر یا گاؤں سے ہے۔"

"پینڈو دور سے ہی پہچان لیا جاتا ہے نا؟" میں نے قہقہہ لگایا۔

وہ ہنس دیے۔ "پینڈو نہیں سادہ آدمی..... بڑے شہروں کے لوگ بڑے لاؤڈ ہوتے ہیں۔ سُوپ بھی پیتے ہیں تو پورے اہتمام کے ساتھ....."

"لاؤڈ تو چھوٹے شہروں کے لوگ بھی ہوتے ہیں سر..... ہم بھی ساگ کو اہتمام کے ساتھ کھاتے ہیں۔ دیسی گھی، مکئی کی روٹی اور لسی کے ساتھ....."

"ہوتے ہیں لیکن کم....."

"لاؤڈ ہونا بُری بات ہے؟"

"بُری نہیں، لیکن عجیب ضرور ہے..... بلکہ سب کچھ ہی عجیب ہو گیا ہے..... کچھ نارمل رہا ہی نہیں....."

"میں بھی عجیب لگتا ہوں آپ کو..... ابنارمل؟"

"ہاہاہا..... نہیں یار! تمہیں نہیں کہہ رہا۔"

"آپ ہنستے ہوئے اچھے لگتے ہیں..... ہنسا کریں..... پورے دل سے..... ساری خوش امیدی لے کر....."

وہ میری طرف دیکھنے لگے۔ "تم ایک معصوم دل انسان ہو عادل....."

میں اس بات پر اتنا حیران ہوا کہ انہیں حیرت سے دیکھنے لگا۔ "آپ کیسے کہہ سکتے ہیں سر؟"

"میں نے کہا نا میری عمر میں یہ باتیں خود بخود معلوم ہو جاتی ہیں۔ معصوم دل لوگ مجھے اپنی طرف مائل کرتے ہیں۔ میں تم سے مل کر، باتیں کر کے بہت خوش ہوتا ہوں۔ مجھے ایک لمبے عرصے بعد ایک ایسا انسان ملا ہے جس کی آنکھوں میں کوئی ہیر پھیر نہیں ہے۔"

"ہیر پھیر تو آپ کی آنکھوں میں بھی نہیں ہے

www.urdupalace.com

سر!"

"شاید اسی لیے میری آنکھوں نے تمہیں پہچان لیا۔"

✡ ✡ ✡

ایک دن مسٹر جلال نے مجھے اپنی شادی کی سالگرہ کی پارٹی میں آنے کے لیے کہا۔ سچ تو یہ ہے کہ میں وہاں ہرگز ہرگز جانا نہیں چاہتا تھا۔ اپنے اندر اتنی قابلیت رکھنے کے باوجود میں ایسے لوگوں سے ملنے سے گھبراتا تھا جن کا تعلق کبھی کسی دیہات سے نہیں رہا۔ جو خوب صورتی اور امارات کا ٹریڈ مارک بنے گھومتے ہیں۔ جن کے تنے ہوئے چہرے اور خوش آمدید کہنے سے عاری آنکھیں ان کے کپڑوں کی طرح چمکتی دمکتی تو ہیں، لیکن نقلی اور کھوٹی ہوتی ہیں۔ جو خوش اخلاقی سے بولتے ہیں اور تہذیب سے مسکراتے ہیں، لیکن پھر بھی نہ خوش کرتے ہیں نہ مسکرانے پر مجبور.... میں ایسے لوگوں میں جاکر بے چین رہتا تھا۔ اپنی ٹائی کی ناٹ کو ایسے ڈھیلا کرتا رہتا تھا جیسے اپنے دم کو گھٹنے سے بچا رہا ہوں۔ لیکن مجھے مسٹر جلال کے گھر ہر صورت جانا تھا۔ انہوں نے مجھے اتنے اصرار سے آنے کے لیے کہا تھا کہ جیسے میں ان کا کوئی قریبی رشتہ دار ہوں جس کے بغیر ان کی پارٹی ادھوری رہ جائے گی۔

میرے آفس کے چند کولیگ بھی پارٹی میں موجود تھے۔ جس وقت میں اپنے ایک کولیگ کے ساتھ کھڑا باتیں کر رہا تھا، اس وقت لاؤنج کی گلاس وال سے میں نے لان میں سوئمنگ پول کے کنارے کھڑی مشعل کو دیکھا۔ میں اسے یونی ورسٹی کے بعد اب دیکھ رہا تھا۔ پورے ایک سال تین ماہ بعد۔ مجھے اڑتی اڑتی خبریں ملی تھیں کہ وہ امریکہ چلی گئی ہے۔ وہاں اسے جاب ملی ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ وہ یہیں ملبورن میں ایک بڑے فیشن میگزین میں جاب کرنے لگی ہے۔

وہ اپنے ان ہی دوستوں کے ساتھ کھڑی باتیں کر رہی تھی جن کے ساتھ وہ یونی ورسٹی میں ہوتی تھی۔ اس کے پانچ دوستوں کے گروپ میں سے نہ کوئی کم ہوا تھا، نہ زیادہ۔ وہ واقعی نئی دوستیاں کرتی تھی نہ غیر ضروری لوگوں سے بات....

کھڑکی کے اس طرف کھڑا میں مشعل کو دیکھتا رہا۔ وہ گہرے نیلے رنگ کے پارٹی گاؤن میں تھی اور ہمیشہ کی طرح اس کے ہونٹوں پر سرخ لپ اسٹک تھی۔ اس کی گھنی بھنویں کسی مغرور اطالوی حسینہ کی یاد دلاتی تھیں۔ وہ دل کو اُجاڑ دینے کی حد تک پیاری لگ رہی تھی۔

اس کے قہقہے مجھے اس طرف دکھائی دے رہے تھے۔ میں یہ حقیقت تسلیم کرنے کے لیے بالکل تیار تھا کہ وہاں کھڑے میں اسے جاہلوں کی طرح دیکھ رہا تھا۔ مجھے تسلیم کرنا پڑا کہ میں نے اسے اتنے عرصے سے نہیں دیکھا تھا تو مجھے کسی پل قرار نہیں تھا۔ اب وہ نظر آ گئی تو بھی مجھے قرار نہیں آ رہا تھا۔

کچھ ہی دیر میں مسٹر جلال میرے پاس آ گئے۔ وہ کچھ وی آئی پیز کو اٹینڈ کر رہے تھے۔ وہ مجھے اور میرے چند دوسرے کولیگز کو باقی لوگوں سے متعارف کروانے لگے۔ پھر مسٹر جلال صرف مجھے اپنے ساتھ لے کر لان کی طرف آئے۔

"میری تین بیٹیاں ہیں عادل...." آج پہلی بار وہ کُھل کر باقاعدہ اپنی فیملی کے بارے میں بتا رہے تھے۔ "ایک بیٹی کی تین سال پہلے ڈیتھ ہو چکی ہے۔"

"اوہ! بہت افسوس ہوا۔"

"اس نے خودکشی کر لی تھی۔ اسے شادی کرنے کی بھی جلدی تھی اور مرنے کی بھی...."

میں سناٹے میں آ گیا۔ ان کی مسکراہٹ اتنی تلخ کیوں رہتی ہے۔ میں نے جان لیا۔

"آؤ۔ میں تمہیں اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سے ملواتا ہوں۔ یوں سمجھ لو کہ میرا بچا کھچا اطمینان اب اس بیٹی سے جڑا ہے۔"

"میں سمجھ نہیں پایا کہ اپنی ایک بیٹی کا دکھ بتانے کے بعد وہ مجھے اس سے ملوانے کیوں لے گئے تھے۔

اس سے.... مشعل سے....

جس وقت مشعل میری طرف اپنا ہاتھ بڑھا رہی

www.urdupalace.com

تھی اس وقت وہ مجھے پہچاننے کی ذرا سی کوشش بھی نہیں کر رہی تھی۔ ظاہر ہے میں اسے کیسے یاد رہ سکتا تھا ۔ میرا دل بجھ سا گیا کہ اس نے مجھے فراموش ہی کر دیا۔

"میں آپ کا یونی ورسٹی فیلو بھی ہوں۔" میں نے خود ہی یاد دلانا چاہا۔ جس پر اس نے کوئی خاص توجہ نہیں دی۔

اپنے پاپا سے معذرت کر کے وہ واپس اپنے دوستوں کے پاس چلی گئی۔ پورے تین ہفتوں تک یہ بات میری سمجھ میں نہیں آسکی کہ مسٹر جلال نے صرف مجھے ہی کیوں اپنی سب سے چھوٹی بیٹی مشعل سے متعارف کروایا۔ لیکن پھر میری سمجھ میں آگیا۔ وہ چاہتے تھے کہ میں اس سے شادی کرلوں۔

☼ ☼ ☼

ان کی دو بیٹیوں اور ان کی اکلوتی بہن کی ازدواجی زندگیاں ناکام رہی تھیں۔ بڑی بیٹی نے ایک پاکستانی بزنس مین سے شادی کی تھی۔ تین سال کی محبت کے بعد ہونے والی شادی ڈیڑھ سال میں ہی اتنی بری طرح سے ناکام ہو گئی کہ وہ واپس آسٹریلیا آ گئی۔ دوسری شادی اس نے اپنے کولیگ مصری نژاد سے کی۔ چار سال بعد اس شادی کا انجام بھی طلاق ہوا۔ بہن شادی کے نو سال تک بے اولاد رہیں تو شوہر نے دوسری شادی کرلی۔ پھر جب وہ دو بچوں کا باپ بن گیا تو مسٹر جلال کی بہن کو طلاق دے دی۔ اس صدمے نے انہیں زیادہ دیر تک زندہ نہیں رہنے دیا۔

جس وقت مسٹر جلال نے مشعل سے شادی سے متعلق اشارہ دیا' اس وقت میں جیسے بھونچکا رہ گیا۔ مجھے یقین نہیں آیا کہ مجھے مشعل سے شادی کرنے کے لیے کہا جا رہا ہے۔ یعنی وہ لڑکی جسے میں نے یونی ورسٹی میں کتنی ہی بار صرف اس لیے دیکھا تھا کہ کسی کتاب کو پڑھنے سے زیادہ اسے دیکھنا ضروری ہو گیا' وہ لڑکی میری بیوی بھی بن سکتی ہے۔

ٹھیک ایک ہفتے بعد مسٹر جلال نے مجھے مشعل کے آفس کا ایڈریس دیا اور کہا کہ میں اسے پک کرلوں۔ مشعل کی کار گیراج میں ہے۔ پہلے میں کار میں بیٹھ کر اس کا انتظار کرتا رہا۔ پھر کار سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔ پھر میں اس کے انتظار میں بے چینی سے ٹہلنے لگا۔

وہ آفس سے نکلی اور اپنی ٹریڈ مارک نظر سے مجھے سرسری سا دیکھا۔ اور "ہیلو" کہہ کر کار کا دروازہ کھول کر بیٹھ گئی۔ سارے راستے وہ خاموش رہی۔ جس وقت میری کار مسٹر جلال کے گھر کے باہر رکی اور وہ دروازہ کھول کر باہر جانے لگی تو اس نے بس اتنا کہا۔

"پاپا چاہتے ہیں' میں تم سے شادی کرلوں۔"

جس شادی کی بات دراصل مجھے کرنی تھی اور میں کر نہیں پایا تھا اس کی بات اب وہ کر رہی تھی۔

"مجھے تم سے شادی میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ تم پاپا کو خود منع کر دینا۔"

جب بات اس نے شروع کی تھی تو ختم بھی اسے ہی کرنی تھی۔

اور میں نے واقعی مسٹر جلال کو منع کر دیا۔ میں جانتا تھا یہ ممکن نہیں ہے۔ مشعل کو پسند کیا جا سکتا ہے۔ اس سے محبت بھی کی جا سکتی ہے' لیکن اس سے شادی کا خواب دیکھا جا سکتا ہے' نہ خیال سوچا جا سکتا ہے۔ وہ ناممکنات میں سے تھی۔ اسے ممکن کرنا ممکن نہیں تھا۔ میں یہ بات سمجھ چکا تھا۔

"مجھے لگتا ہے میرے اور مشعل کے درمیان کچھ بھی کامن نہیں ہے۔" میں نے مسٹر جلال کو انکار کی وجہ بتائی۔

"ہاں ہو سکتا ہے ایسا ہی ہو' لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ شادی ایک جیسی سوچ یا ایک جیسی چیزوں کو پسند کرنے کا نام تو نہیں ہے۔ ضروری نہیں کہ وہ لوگ جو ایک جیسی دلچسپیاں رکھتے ہوں' وہ ایک کامیاب زندگی بھی گزار سکتے ہوں۔"

"لیکن یہ بھی ضروری نہیں کہ دو الگ الگ طرح کے لوگ ایک کامیاب زندگی گزار سکتے ہوں۔"

"میری بڑی بیٹی کومل نے اس شخص سے شادی کی تھی' جس کے ساتھ اس کی کمال کی انڈر اسٹینڈنگ

www.urdupalace.com

معلوم ہوا کہ "عام" ہونا کس قدر ذلت آمیز بات ہے اور "خاص" ہونا کس قدر ضروری ہے۔ کم سے کم محبت کے لیے.... کم سے کم مشعل کے لیے....

✡ ✡ ✡

اس بار شاید مشعل نے ہی اپنے پاپا سے صاف صاف بات کرلی تھی، کیونکہ انہوں نے آفس میں مجھ سے دوبارہ کوئی بات نہیں کی تھی۔ وہ ضرورت سے زیادہ خاموش ہو گئے تھے۔ جس دن میں نے انہیں یہ بتایا کہ میں پاکستان جارہا ہوں۔ ایک سایہ سا ان کے چہرے پر لہرایا اور پھر اس سے اگلے دن ہمیں ان کے ہارٹ اٹیک کی خبر ملی۔

وہ آئی سی یو میں تھے۔ مسز جلال سے میں کافی دیر تک ان کی حالت کے بارے میں بات کرتا رہا۔ جس وقت میں اسپتال سے نکل کر اپنی کار کی طرف جارہا تھا اس وقت مشعل میرے پیچھے تیز تیز چلتی ہوئی آئی۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ کوئی میرے پیچھے آرہا ہے۔ مجھے تب اندازہ ہوا جب میں نے اپنے پیچھے مسٹر عادل! کی پکار سنی۔

"تم پاکستان جارہے ہو؟"

مجھے حیرت تھی کہ اسے کیسے معلوم ہوا۔ "جی.... ایک ہفتے بعد کی فلائٹ ہے میری...."

"تم پاپا کے ٹھیک ہونے سے پہلے کیسے جاسکتے ہو؟"

میں حیرت سے اس کا منہ دیکھنے لگا۔ "میں ابھی نہیں ایک ہفتے بعد جارہا ہوں۔ ایک ہفتے تک وہ ان شاءاللہ ٹھیک ہوجائیں گے۔"

"تم گھر نہ جاؤ۔ یہیں رہو۔ انہیں ہوش آئے گا تو ان کے سامنے رہنا، پھر ان سے ہماری شادی کی بات کرلینا۔"

وہ تو کہہ کر چلی گئی۔ میں کار کے پاس حیرت زدہ کھڑا رہا۔

✡ ✡ ✡

والدین اولاد کے لیے پہاڑ اپنے کندھوں پر اٹھا سکتے ہیں، لیکن وہ اولاد کے دکھ کے ایک کنکر کے بوجھ کو اپنے دل پر نہیں اٹھا سکتے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ مسٹر جلال مشعل کے لیے اتنے فکرمند تھے کہ انہیں لگا کہ اگر میں پاکستان چلا گیا تو انہیں اس پوری دنیا میں مشعل کے لیے کوئی اور لڑکا نہیں ملے گا۔ جن کی بیٹی کو مجھ میں کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آتی تھی، اس کے باپ کو میری ہر خوبی غیر معمولی کیوں لگتی تھی۔ ایک کے لیے عام تھا تو دوسرے کے لیے خاص کیوں تھا۔

مجھے یہ تسلیم کرنے میں بھی کوئی عار نہیں کہ میرا دل بلیوں اچھلنے لگا۔ میرے من کی مراد ایک ہارٹ اٹیک سے پوری ہوسکتی تھی، مجھے معلوم نہیں تھا۔ مشعل میرے اور اپنے لیے "ہم" کا لفظ استعمال کرسکتی تھی، میں خواب میں بھی نہیں سوچ سکتا تھا۔

میری اور مشعل کی منگنی ہوگئی۔ ابا جی، مشعل کا رشتہ لینے چھوٹی بہن سارہ کے ساتھ آئے تھے۔ ایک مہینہ رہے اور پھر چلے گئے۔

✡ ✡ ✡

منگنی برائے نام ہوئی تھی۔ ابا جی نے ڈھیر سارے پیسے مشعل کو دیے۔ اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور منگنی ہوگئی۔ مشعل دس منٹ ہمارے ساتھ بیٹھی رہی۔ پھر میں نے اسے کار میں بیٹھ کر جاتے دیکھا۔ عارضی طور پر لیا گیا دوپٹا اس نے اتار دیا تھا۔ گھر کے دروازوں کو تیزی سے پھلانگتی، وہ گھر سے کہیں دور بھاگتی ہوئی سی لگتی تھی۔

میں جانتا تھا کہ وہاں منگنیاں کیسے ہوتی ہیں۔ میں یہ بھی جانتا تھا کہ کم سے کم اس کے کسی دوست کی منگنی کیسی ہوئی ہوگی۔ اس کی ویسی نہیں ہوئی تھی۔ اس لیے نہیں کہ میں ویسی منگنی ارینج نہیں کرسکتا تھا، بلکہ اس لیے کہ وہ میرے ساتھ ویسی منگنی ارینج کروانا نہیں چاہتی تھی۔ وہ اسی صورت میں منگنی کی پارٹی رکھتی جس صورت میں اس کا منگیتر اس کا من پسند ہوتا۔ جبکہ میں ایک عام انسان تھا۔ ایک دیہاتی۔ مجھ جیسے پینڈو کے ساتھ پارٹیز نہیں کی جاتیں۔ جشن نہیں منائے جاتے۔ کیونکہ وہ اس کے مستحق نہیں ہوتے۔

www.urdupalace.com

لیکن اس وقت تو میرے دل میں یہی دھن سمائی تھی کہ میں اسے اپنی محبت سے بدل دوں گا۔ مجھے اسے حاصل کرنے کی چاہ تھی بس۔ اسے اپنی بیوی بنا لینے کی۔ مجھے لگتا تھا کہ وہ خالی زمین ہے جس پر میری محبت کی فصل لہلہانے لگے گی..... ایک دن..... ایک دن ضرور.....

"میں تمہیں ڈنر پر لے جانا چاہتا ہوں مشعل....."

جواب میں کچھ دیر کی خاموشی ملی۔ اس نے گہرا سانس لیا۔ جیسے وہ کوئی کڑوی گولی نگل رہی ہے۔

"رات کو مجھے گھر سے پک کر لینا۔"

اس نے آخر کار کہہ ہی دیا۔ لنچ سے اس رات کے ڈنر کے انتظار میں، میں نے کتنی ہی راتوں کی مسافت طے کی۔ کتنی ہی بار میں اپنی وارڈروب تک چل کر گیا اور اس میں رکھے اپنے کپڑے چیک کیے۔ مجھے پانچ سال ہو گئے تھے آسٹریلیا میں رہتے ہوئے۔ میری ڈریسنگ بہت آؤٹ کلاس نہیں تھی تو ایسی لو کلاس بھی نہیں تھی۔ میرے پاس اچھے، مہنگے، خاص، عام سب کپڑے موجود تھے۔ کچھ ڈیزائنر ڈریسز اور جوتے بھی موجود تھے۔ لیکن پھر بھی مجھے لگا کہ ویک اینڈز پر جمپ سوٹ پہن کر سائیکلنگ کرنے والی لڑکی کو ڈنر پر لے جاتے ہوئے مجھے اپنی تیاری پر کچھ تو غور کرنا چاہیے، بلکہ کچھ خاص تیاری کرنی چاہیے۔

پہلی بار جب مشعل نے مجھ سے شادی سے انکار کیا تھا تو یہ خیال میرے ذہن میں راسخ ہو چکا تھا کہ وہ مجھے میرے پس منظر کی وجہ سے ناپسند کرتی ہے۔ وہ مجھ جیسے پڑھے لکھے انسان کو ایک ہائی فائی پینڈو سے زیادہ نہیں سمجھتی۔

اسی لیے اب میں..... ایک ہائی فائی پینڈو..... ایک ہائی فائی منگیتر بننے کی تیاریاں کرنے لگا تھا۔ ویب سائٹس کو سرچ کر رہا تھا۔ ڈنر کے لیے آن لائن ڈریسز دیکھ رہا تھا۔ کچھ کولیگز اور دوستوں سے مشورے کر رہا تھا۔ کچھ موویز اور ویڈیوز دیکھ رہا تھا۔

جس وقت میں مشعل کے لیے کار کا دروازہ کھول کر کھڑا ہوا اس وقت میں نے مشعل کو حیرت سے اپنے سراپے کو دیکھتے ہوئے پایا۔ وہ متاثر نہیں ہوئی تھی۔ وہ اگنور بھی نہیں کر رہی تھی۔ وہ بری طرح سے تلخ نظر آنے لگی تھی کہ میں کتنا اوور ڈریس ہو کر آیا ہوں۔ جبکہ وہ خود ایسے لباس میں تھی جس میں وہ آرام سے اپنے گھر کے لاؤنج میں بیٹھ کر ٹی وی دیکھ سکتی تھی۔ پاپ کارن کھا سکتی تھی۔ کولڈ کافی پیتے اسے اپنے کپڑوں پر گرا بھی سکتی تھی۔ وہ جو گھر میں بھی ایسے رہتی تھی جیسے کسی پارٹی میں جا رہی ہو، وہ آج اپنے منگیتر کے ساتھ پہلی بار جاتے ہوئے ایسے مردہ رنگ اور بجھے ہوئے لباس میں تھی جیسے کسی دوست کی عیادت کے لیے اسپتال جا رہی ہو۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ اس جیسی فیشن ایبل لڑکی کے وارڈروب میں ایسا مرجھایا ہوا ڈریس بھی ہو سکتا ہے۔

میں نے اس کے لیے ڈنر ٹیبل بک کروائی تھی۔ مشعل میرے ساتھ نہیں چل رہی تھی۔ وہ مجھ سے آگے چل رہی تھی۔ جب ہم دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے، تب بھی وہ خاموش رہی۔ تب بھی جب میں نے اپنی جیب سے ایک انگوٹھی نکال کر ــــ مشعل کے عین سامنے رکھی۔ مشعل نے ہاتھ بڑھا کر اسے اپنی انگلی میں پہن لیا۔

"تھینکس....." اس نے میری طرف دیکھ کر کہنے کی غلطی نہیں کی۔

انگوٹھی کو دیتے ہوئے میں نے جو کچھ کہنے کے لیے سوچا تھا وہ ان کہا ہی رہ گیا اور ہم دونوں ڈنر کر کے گھر آ گئے۔ اس رات میں دیر تک اپنے فلیٹ میں ٹہلتا رہا۔ میں مشعل کے ساتھ ڈنر کر کے آیا تھا، پھر بھی میرے ہاتھ میں خوشی کا کوئی سرا نہیں آیا تھا۔ میں اس کے عین سامنے بیٹھا رہا تھا، پھر بھی میں مشعل کو حق سے یا محبت سے نہیں دیکھ پایا تھا۔ مشعل کے اسٹینڈرڈ کے عین مطابق میں نے ٹیبل بک کروائی تھی، پھر بھی میں کہیں اسٹینڈرڈ سے نیچے ہی رہا تھا۔

ہال کے وسط میں بجنے والا پیانو بھی بے کار رہا۔

میرے دل میں جلتی محبت کی "مشعل" گرم ہو کر بھی ٹھنڈی ہی رہی۔

www.urdupalace.com

اور ایسے ڈنر اور فرسٹ ڈیٹ ٹائٹ تمام ہوئی اور وہ رات بھی جس رات میں نے پھر سے مشعل کو چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا۔

☆ ☆ ☆

اس رات میں نے فیصلہ کرنا چاہا کہ مجھے یہ منگنی توڑ دینی چاہیے۔ شاید مشعل کبھی خوش نہ رہ سکے۔ شاید مشعل کبھی مجھے پسند نہ کر سکے۔ شاید میں کبھی مشعل کے دل میں جگہ نہ بنا سکوں۔ میں نے ساری رات یہ فیصلہ کرنے میں لگا دی۔

اگلی صبح آنکھ کھلتے ہی اس خیال نے کہ مجھے مشعل کو چھوڑ دینا ہے، کچھ ایسے میرا گھیراؤ کیا جیسے تیز آندھی لہلہاتی فصلوں کا کرتی ہے۔ میرے دل کی دھرتی پہ سبزہ ناپید ہو گیا اور کلر زدگی کا جال پھوٹ نکلا۔ مجھے ایسے لگا میرے جسم سے کچھ جدا ہو رہا ہے۔ میرا وجود بے جان ہو رہا ہے۔ کوئی میرے دل کو پھٹا پرانا کپڑا سمجھ کر ادھیڑ رہا ہے۔

پھر اس رات کی صبح میں نے دو تکلیفوں کا موازنہ کیا۔۔۔ مشعل کے ساتھ رہنے کا۔۔۔ مشعل کے بغیر رہنے کا۔۔۔

مشعل کے بغیر رہنے والی تکلیف ہار گئی اور میں نے مشعل کے ساتھ رہنے والی تکلیف کا انتخاب کر لیا۔

☆ ☆ ☆

"تم میرے فیانسی ہو، میرے گارڈ نہیں۔ کیوں مجھے روز پک کرنے آجاتے ہو؟"

"مجھے اچھا لگتا ہے۔"

"مجھے اچھا نہیں لگتا۔ مجھے الجھن ہوتی ہے۔" وہ کوفت سے بولی۔

اور کچھ راتوں سے پہلے، کچھ صبحوں کے بعد، جو میں نے فیصلہ کیا تھا کہ مشعل کے ساتھ رہنے والی تکلیف بہتر ہے۔ اس فیصلے نے جیسے مجھ پر قہقہہ لگایا۔ میرا چہرہ شرمندگی کے احساس کو چھپانے کی ناکام کوشش کرنے لگا۔

"تم میرے اعصاب پر سوار ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔"

کاش وہ اعصاب کی جگہ دل کہہ دیتی۔ یا کاش ایسا دل کو مسل دینے والا جملہ اس کے اندر۔۔۔ ہی دم توڑ دیتا۔

"میں جانتا ہوں، تم مجھے پسند نہیں کرتیں۔ تم نے انکل جلال کی خاطر مجھ سے منگنی کی ہے۔"

"تم طنز کر رہے ہو؟"

"حقیقت بتا رہا ہوں۔ اگر تم چاہو تو میں انکل سے بات کر سکتا ہوں۔"

"کیا بات ۔۔۔؟"

"یہی کہ ہمیں اس منگنی کو ختم کر دینا چاہیے۔"

"اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔"

"تمہیں میری بھی کوئی ضرورت نہیں ہے مشعل۔۔۔! تمہیں مجھے برداشت کرنے کی بھی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں ایک ایسی ناپسندیدہ ہستی ہوں جس کے لیے چاہ کر بھی تم اپنی ناگواری نہیں چھپا سکتیں۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور کار میں بیٹھ گئی۔ اگلی بار اس نے پھر نہیں کہا کہ میں اسے پک کرنے نہ آیا کروں۔ البتہ یہ ہوا کہ اب وہ دروازہ کھولتی، بیٹھتی اور فوراً اپنا اسمارٹ فون آن کر لیتی اور اس کے ساتھ مصروف ہو جاتی۔ ہر بار ایسا ہی ہوا۔ ہمیشہ ایسا ہی رہا۔ پھر بھی میں اسے پک کرتا رہا۔ اس کے ساتھ فرنٹ سیٹ پر بیٹھتا رہا۔ اس کی بے اعتنائی کو دیکھتا رہا۔

میں عادل۔۔۔ مجھے افسوس بھی ہوتا رہا، لیکن میں کیا کرتا۔۔۔ میں دکھ کرتا یا محبت۔۔۔

☆ ☆ ☆

انکل جلال اکثر مجھے گھر ڈنر پر بلا لیتے تھے۔ مشعل کی سب سے بڑی بہن کومل کو انکل نے امریکہ سے اپنے پاس مستقل بلا لیا تھا۔ وہ اب ان ہی کے ساتھ ان کے گھر میں رہتی تھیں۔ وہ بھی مشعل کی طرح ہائی فائی لیڈی تھیں، لیکن ان میں بے اعتنائی کی مقدار مشعل

www.urdupalace.com

کی نسبت کم تھی۔ وہ ہائے ہیلو سے آگے چند جملوں پر مشتمل بات چیت کر لیتی تھیں۔ مسز جلال بھی کم و بیش مشعل اور کومل جیسی ہی تھیں۔ لیکن شاید شوہر کی محبت میں وہ مجھ سے اس طرح بات کرتیں جیسے اگر میں ان کا داماد نہ ہوتا تو ان کا بڈی ہوتا کہ جب میں انہیں انکل جلال کے بغیر ملتا وہ مجھے "شٹ اپ" کہہ کر "گیٹ لاسٹ" ہونے کے لیے کہہ دیں گی۔

کسی ایگریمنٹ کی طرح کی ہی سہی، لیکن میری انٹری جلال فیملی میں ہو چکی تھی۔ مجھے کافی بھی آفر کی جاتی تھی اور ساتھ بٹھا کر مووی بھی دیکھ لی جاتی تھی۔

ڈنر ٹیبل پر مشعل کا رویّہ کچھ کچھ بدل جاتا تھا۔ اس کے لیے وہ کس مشکل سے گزرتی تھی، میں جانتا تھا۔ وہ میرے ساتھ والی چیئر پر بیٹھ جاتی تھی۔ مجھے کھانا سرو کرتی۔ مجھ سے ہلکی پھلکی باتیں کر لیتی تھی۔ میں جانتا تھا کہ یہ سب انکل جلال کے لیے کیا جاتا ہے۔ صرف انکل جلال کو دکھانے کے لیے۔ میرے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ دکھاوا ہی سہی، مشعل میرے لیے مسکراتی تو ہے۔ اوپری دل سے ہی سہی وہ میرا حال چال تو پوچھتی ہے اور سب سے بڑی بات وہ میرے ساتھ آکر بیٹھتی ہے، میرے برابر.....

لیکن اس رات جب انکل جلال نے ہم دونوں کی طرف دیکھ کر یہ کہا کہ انہوں نے ہماری شادی کا دن طے کر لیا ہے تو مشعل مسکرا سکی، نہ ہی وہ اپنے سامنے رکھی پلیٹ میں سے کھانا اٹھا کر منہ تک لے جا سکی۔ وہ کھانے سے کھیلتی رہی۔

میں نے مشعل کی طرف دیکھنے سے گریز کیا۔ اگر میں اس کی طرف دیکھ لیتا تو شاید میں اتنا دل گرفتہ ہو جاتا کہ مشعل کو چھوڑ کر پاکستان لوٹ جاتا۔ پھر پاکستان میں گاؤں کی زمین پر مجاور بن کر بیٹھ جاتا۔ میرا دل اس خیال سے ہی بلکنے لگا۔ میں نے خود کو انتہائی اذیت میں گھرے ہوئے پایا۔

"تمہاری فیملی کب تک آجائے گی عادل؟" انکل پوچھ رہے تھے۔

"دو ہفتے بعد....."

"مشعل! تمہیں یہ ڈیٹ سوٹ کرتی ہے.... کوئی پرابلم تو نہیں؟"

"نہیں.... کوئی پرابلم نہیں...."

اس نے کہا اور اٹھ کر چلی گئی۔ انکل اور میں دیر تک شادی کے انتظامات کو ڈسکس کرتے رہے۔

اگلے دن مجھے آفس میں مشعل کی کال آئی۔

"میں گھر لینا چاہتی ہوں۔"

یہ پہلی فرمائش تھی جو شادی کے سلسلے میں مشعل نے کی تھی۔ گھر کے لیے میں بھی سوچ رہا تھا، لیکن چاہ کر بھی مشعل سے ڈسکس نہیں کر سکا۔ بعد ازاں مجھے معلوم ہوا کہ انکل نے مشعل سے کہا تھا کہ وہ اپنی پسند سے عادل کے فلیٹ کا انٹیریئر کروائے اور شاید مشعل میرے فلیٹ میں آنا پسند نہیں کرتی تھی، اس لیے اس نے مجھ سے کہا کہ میں گھر کا انتظام کروں۔

وہ اسی ایریا میں رہنا چاہتی تھی جہاں انکل رہتے تھے اور اس نے ایک گھر بھی وہیں دیکھ لیا تھا۔ پیسہ کبھی میرا مسئلہ نہیں رہا تھا، لیکن میں اتنا بھی امیر نہیں تھا کہ اس ایریا میں اتنا بڑا گھر فوراً خرید لیتا۔ میرے اکاؤنٹ کی اتنی حیثیت نہیں تھی۔ لیکن مشعل سے یہ سب کیسے کہا جاتا۔ اس نے پہلی بار تو فون کر کے مجھ سے کہا تھا کہ وہ گھر لینا چاہتی ہے۔ مجھے وہ گھر ہر صورت لینا تھا۔ میں نے ابا جی کو پاکستان فون کیا اور اپنا مسئلہ بتا دیا۔ ابا جی نے رات سے دن پتا نہیں کیسے کیا اور کتنی ہی زمین بیچ کر پیسے میرے اکاؤنٹ میں ڈلوا دیے۔ میں نے گھر خرید لیا اور بس مشعل سے اتنا کہہ دیا کہ ابھی میں اس پورے گھر کا انٹیریئر نہیں کروا سکتا۔ وہ صرف بیڈ روم اور لاؤنج کا کروا لے۔

"میں خود کروا لوں گی انٹیریئر، تم فکر نہ کرو۔"

وہ استہزائیہ سی ہنس دی۔ میری چیز اس کی تھی اور اس کی میری لیکن جب میری محبت ہی اس کی نہیں تھی تو پھر اس کا کچھ بھی میرا نہیں تھا۔ وہ اتنے بڑے فیشن میگزین میں جاب کرتی تھی۔ وہ ایسا ایک گھر بھی خرید سکتی تھی اور اس کا انٹیریئر بھی کروا سکتی تھی۔ میں جانتا تھا، لیکن وہ یہ نہیں جانتی تھی، مرد عورت کے

www.urdupalace.com

خریدے ہوئے گھر میں تب ہی رہ سکتا ہے جب عورت اپنے دل کا گھر اس مرد کی ملکیت میں دے چکی ہو۔

"یہ گھر اور تم میری ذمہ داری ہو..... مجھے کچھ وقت دو میں سب کر دوں گا۔"

اس نے کوئی جواب نہیں دیا اور سارے گھر کو آراستہ کروا دیا۔ وہ گھر جو میں نے خریدا اور جسے مشعل نے سجایا، ایک ایسا گھر تھا جو مجھے مشعل کی طرح ہی بے اعتنا، روٹھا اور اکھڑا اکھڑا سا لگتا۔ اس گھر کے باہر میرے نام کی تختی تھی، پھر بھی مجھے لگتا تھا وہاں میرے علاوہ سب رہ سکتے ہیں۔ وہاں کی ہر چیز خوب صورت تھی، سوائے وہاں میری موجودگی کے۔ وہ مشعل کا گھر تو لگتا تھا، لیکن ایک دیہاتی کا نہیں۔ پھر بھی وہ دیہاتی وہاں رہ رہا تھا۔ کاش میں تھوڑی سی ہمت سے کام لے سکتا اور مشعل کو چھوڑ کر پاکستان آ سکتا۔

ان دنوں بھی میں ہر رات یہ فیصلہ کرتا کہ مجھے پاکستان چلے جانا چاہیے اور ہر رات کی ہر صبح میں خوف سے ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھتا۔ میں اپنے بیڈ سائڈ پر رکھی مشعل کی تصویر کو ہاتھ میں لیتا اور اسے اپنے سینے میں چھپا لیتا۔

"چھوڑ دینا آسان نہیں ہوتا، جیسے پا لینا مشکل ہوتا ہے۔"

یک طرفہ ہی سہی محبت تو محبت ہی ہوتی ہے نا۔ دو طرفہ ہونے میں کتنا ہی وقت کیوں نہ لگے، یک طرفہ محبت اپنی آس نہیں چھوڑتی۔

☼ ☼ ☼

شادی ویسے ہی ہوئی تھی جیسی مسٹر جلال کی لاڈلی اور آخری بیٹی کی ہونی چاہیے تھی۔ مشعل ویسی ہی دلہن بنی تھی جیسی اس جیسی لڑکی بن سکتی تھی۔ میں بھی ویسا ہی دولہا تھا، جیسا کہ مجھے ہونا چاہیے تھا۔ پھر بھی اس شادی میں شادی والی کوئی بات نہیں تھی۔

اگر یہ شادی ہی تھی تو..... پھر بھی یہ شادی نہیں تھی۔

شادی سے پہلے شاپنگ کے لیے میں نے کافی بار مشعل سے کہا تھا کہ وہ میرے ساتھ چلے اور اپنی پسند سے جو لینا چاہے وہ خرید لے۔ لیکن مشعل نے مجھے ایسا کوئی موقع دیا نہ وقت۔ مجھے خود ہی اس کے لیے شاپنگ کرنی پڑی۔ میں اس کے پسندیدہ ڈیزائنرز کے پاس گیا تھا اور اس کے لیے کچھ ڈریسز اور جیولری ڈیزائن کروائی۔

وہ لباس میں نے اسے کبھی پہنے ہوئے نہیں دیکھا، جیولری اس نے چند بار پہن کر وارڈ روب میں مقفل کر دی تھی یا کہیں پھینک دی ہوگی۔ ہماری گرہستی آباد ہو گئی۔ گھر میں ایک ایسا سناٹا رہنے لگا تھا جیسا سناٹا میرے فلیٹ میں بھی کبھی نہیں رہا تھا جہاں میں اکیلا رہتا تھا۔ لیکن اب دو افراد کی موجودگی میں وہ ہمیشہ رہتا۔

اتنا عرصہ آسٹریلیا میں اکیلے رہنے کا ایک فائدہ مجھے ضرور ہوا تھا کہ میں ایک اچھا کک بن گیا تھا۔ مجھے کوکنگ کا شوق بھی تھا۔ شروع میں جب میں نے اپنے لیے دیسی کھانے بنائے تو حیرت انگیز طور پر مشعل نے انہیں بہت رغبت سے کھایا۔ یہ کھانے اس کے اپنے گھر میں بھی بنتے تھے۔ لیکن شاید اسے میرے ہاتھ کا ذائقہ پسند آ گیا تھا۔ پھر ایک دن اس نے مجھ سے کہا۔

"کیا تم آج چکن **فجیتا** بنا سکتے ہو؟"

چکن **فجیتا** مشعل ایک مخصوص ریسٹورنٹ سے ہی کھاتی تھی۔ اب اگر اس نے مجھے بنانے کے لیے کہا تھا تو اس کا مطلب تھا کہ اب وہ اسے گھر میں کھانا چاہتی تھی یعنی جب اس کا دل چاہے تب۔ میں یہ ڈش آرام سے بنا لیتا تھا۔ پھر بھی میں نے آن لائن کوئی پچاس ویڈیوز دیکھیں تاکہ اگر کہیں کوئی کمی یا زیادتی ہے تو میں وہ بھی دور کر لوں۔ میں مشعل کے سامنے بے حد لذیذ **فجیتا** رکھنا چاہتا تھا۔ اسی لیے مشعل کے گھر آنے سے پہلے میں کوئی چھ بار الگ الگ **فجیتا** بنا کر ٹیسٹ کر چکا تھا۔

"آہ..... یہ خوشبو..... کیا میری ناک مجھے ٹھیک بتا رہی ہے؟ کیا تم نے **فجیتا** بنا لیا ہے؟" وہ کچن کی سمت گئی۔

www.urdupalace.com

وہ شاید جانتی نہیں تھی کہ میں آج آفس ہی نہیں گیا تھا ۔ بہترین ذائقے کا فجیتا اسٹو پر رہنے دیا تھا۔ اس نے برتن کا ڈھکن اٹھایا۔ چمچ سے چکھا' پھر جلدی سے پلیٹ میں ڈال کر کھانے لگی۔ نہ اس نے کپڑے بدلے اور نہ ہی میز پر بیٹھنے کا تردد کیا۔ جب اس نے ساری پلیٹ صاف کردی تو میں نے پوچھا۔

"ٹھیک بنا تھا...؟"

وہ ہنسی۔ شاید پہلی بار میری کسی بات پر..."ٹھیک ...اٹس آؤٹ آف دی ورلڈ... کیا یہ مجھے ہفتے میں ایک بار مل سکتا ہے۔"

"یہ تمہیں ہفتے کے ساتوں دن مل سکتا ہے..."

"شکریہ... تم کمال کے کک ہو..."

ماحول اتنا دوستانہ ہو گیا کہ میں کچن میں گیا اور باقی کے چھ فجیتا بھی اٹھا لایا۔"یہ بھی ٹرائی کرو... شاید تمہیں یہ بھی پسند آئیں۔"

اس نے سوالیہ نظروں سے مجھے دیکھا اور پھر میز کو۔"تم نے اتنا سارا بنا لیا؟"

"ہاں! الگ الگ چھ بار... جو سب سے بیسٹ تھا وہ تمہیں دیا ہے۔"

مسکراہٹ اس کے چہرے سے غائب ہو گئی۔ شاید اس نے بُرا مانا۔ لیکن میرے لیے یہی کافی تھا کہ مجھ جیسے معمولی آدمی کے ہاتھ کے پکے کھانے اسے غیر معمولی لگے تھے۔ اس رات میں اطمینان سے سویا۔ مجھے امید نظر آرہی تھی کہ وہ ایک دن مجھے بھی چکن فجیتا کی طرح پسند کرنے لگے گی۔ لیکن اس رات کی صبح بہت عجیب تھی۔ اس صبح نے میرے دل کو نئے سرے سے 'نئی مایوسی سے توڑا...

☆ ☆ ☆

آفس میں مجھے مشعل کی ایک دوست کا فون آیا۔

"تم مشعل کے ساتھ کیمپنگ کے لیے کیوں نہیں جا رہے۔ مشعل ٹھیک کہتی ہے' تم بہت بورنگ ہو۔" حال احوال کے بعد لیزا نے پہلا سوال کچھ ایسے پوچھا کہ میں سمجھ گیا کہ مجھے کیا جواب دینا ہے۔

"میں پھر کبھی چلا جاؤں گا۔ آج کل میں مصروف ہوں۔"

لیزا نے مجھے ایک لمبا لیکچر دیا اور فون ٹھک سے بند کر دیا۔ ٹھک سے ہی میرے دل کا اطمینان رخصت ہوا۔ گھر آیا تو مشعل پیکنگ کر رہی تھی۔

"میں کیمپنگ کے لیے جا رہی ہوں۔" اس نے تیسرے اور آخری بیگ کی زپ کو بند کرنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے... انجوائے کرنا۔" میں دیکھ رہا تھا کہ وہ بہت خوش ہے۔

کچھ سامان جو ابھی بھی بیڈ پر بکھرا تھا وہ اس کا جائزہ لیتی رہی۔ اس نے مجھ سے مزید بات کرنا ضروری نہیں سمجھا۔

"کب واپس آؤ گی۔" وہ اگلی صبح جب جا رہی تھی تب میں نے پوچھا۔

"شاید دو ہفتوں تک... ہمارا پلان تھوڑا لمبا ہے۔ زیادہ دن بھی لگ سکتے ہیں۔"

"میں تمہیں مس کروں گا۔ کم سے کم مجھے ایک میسج کر دیا کرنا۔"

اس کے دوست باہر گاڑی میں بیٹھے ہارن پر ہارن بجا رہے تھے ۔ میں اس کے ساتھ چلنے کی کوشش کرتے ہوئے' اس کا بیگ اٹھا کر باہر لا رہا تھا کہ میرے آگے چلتے چلتے وہ تھوڑی دیر کے لیے ٹھٹک سی گئی۔ لیکن اس نے پلٹ کر' پیچھے مڑ کر مجھے نہیں دیکھا۔ وہ پلٹ کر کبھی مجھے نہیں دیکھے گی۔ میں جان گیا تھا ۔ نہ ہی وہ پلٹ کر کبھی میرے پاس آئے گی۔ وہ میرے دل کے جتنی قریب تھی' میں اس کے دل سے اتنا ہی دور تھا۔

گھر میں کھانے کے نام پر میں نے برگر اور بزا کھانا شروع کر دیا۔ کافی پر کافی پینے لگا۔ اس کی موجودگی میں بھی گھر میں سناٹا ہی رہتا تھا۔ لیکن اب تو یہ سناٹا میرے اندر رہنے لگا تھا۔ تو میرا یہ فیصلہ ٹھیک تھا کہ اس کے بغیر نہیں رہ سکتا' ہاں یہ فیصلہ ٹھیک تھا۔

وہ مجھے باقاعدگی سے ایک میسج کرتی رہی۔ ایک

www.urdupalace.com

میسج جس کا مجھے چوبیس گھنٹے شدت سے انتظار رہتا تھا۔ جس کے لیے مجھے بار بار فون کو دیکھنا پڑتا تھا۔ جس کی وجہ سے میں آفس میں کوئی کام ٹھیک سے نہیں کرپا رہا تھا۔

"ہیلو۔ آج ہم فشنگ کے لیے جارہے ہیں۔"

"ہائے... آج سن ڈے ہے۔ موسم اچھا ہے یہاں...."

"لیزا کے پاؤں میں چوٹ آئی ہے۔ ہمارا آدھا دن ڈاکٹر کے پاس گزرا۔"

روز آنے والا ایسا ایک آدھ میسج میرے لیے اتنے ہی ضروری تھا جتنا ضروری "مشعل" کی واپسی کا انتظار کرنا۔ میں اسے فون کرتا بھی تو فون دو منٹ کے اندر اندر بند ہو جاتا۔ میرے پاس کہنے 'پوچھنے' سننے کے لیے بہت وقت تھا بلکہ سارا ہی وقت تھا۔ لیکن مشعل کے پاس نہیں تھا۔ میں یہ بھی نہیں چاہتا تھا کہ میری بورنگ فون کالز اس کا ٹرپ خراب کردیں۔ اور یہ بھی کہ جب اس کے فون پر "عادل کالنگ" آئے تو اس کا سارا موڈ خراب ہو جائے۔ وہ کوفت سے ادھر ادھر دیکھے اور پھر نہ چاہتے ہوئے بھی اسے میری فون کال ریسیو کرنی پڑے۔

جیسے نہ چاہتے ہوئے بھی وہ میرے ساتھ رہ رہی تھی۔

گھر واپسی پر وہ مجھے زندگی سے اتنی بھرپور لگی کہ مجھے دکھ ہوا کہ میں نے اس سے شادی کر کے اسے مرجھا دیا ہے۔ مجھے اس کی ہر خوشی کے غم میں بدل جانے میں صرف اپنا ہی قصور نظر آیا۔ اگر مجھے اس سے محبت نہ ہو چکی ہوتی تو میں کتنی آسانی سے اسے چھوڑ کر جا چکا ہوتا۔ اتنی آسانی سے جتنی آسانی سے وہ مجھے چھوڑ جاتی ہے۔ ہر روز.... ہر پل... ہر بار....

☆ ☆ ☆

مشعل کے آفس میں ہونے والے فنکشن اور دوستوں کی طرف سے دی جانے والی پارٹیز میں، ہم دونوں کو بلایا جاتا تھا۔ لیکن وہاں مشعل اکیلی جاتی تھی۔ مجھے یہ پوچھنے کی اور مشعل کو یہ بتانے کی ضرورت نہیں تھی کہ وہ مجھے ساتھ لے کر کیوں نہیں جاتی۔

اب مجھے معلوم ہونے لگا تھا کہ میرے کند ذہن باپ نے میٹرک کیسے پاس کرلیا تھا۔ دو سال وہ رات دن کتابوں سے کیسے چپکا رہا تھا۔ مجھے لگتا ہے، میں دسویں جماعت کبھی پاس نہیں کرسکوں گا۔ میں خود کو آئینے میں دیکھتا اور مجھے اپنی پوری شخصیت پر فیل فیل فیل لکھا ہوا نظر آتا، مجھے اس کا یقین تھا کہ ابا جی تو دربار سے واپس گھر آگئے تھے لیکن میں کبھی واپس نہیں آسکوں گا۔ جوجوگ ابا جی نے ادھورا چھوڑ دیا تھا اسے میں پورا کروں گا۔

اس لیے میں نے ہر صورت مشعل کا دل جیتنے کا فیصلہ کرلیا — میرا بھی دل چاہتا تھا کہ جب وہ تیار ہو تو میرے بازو اس کی کمر میں حمائل ہوں۔ میرے پاس یہ حق ہو کہ میں جھک کر اس کے کان میں سرگوشی کرسکوں۔ میں اس کے بالوں کی لٹ کو چھو سکوں۔ محبت کا اظہار کہیں تو، کسی گوشے میں تو میں ممکن کرسکوں۔

وقت بدل جاتا ہے لیکن محبت کے امتحان وہی رہتے ہیں۔ میں نے دادی کو کسی سے کہتے سنا تھا کہ ابا جی کو ان دنوں تین تین استاد پڑھانے آتے تھے۔ چونکہ ابو جی کند ذہن تھے اس لیے ایک بات انہیں پچاس بار سمجھانی پڑتی تھی۔ پھر بھی ان کی سمجھ میں نہیں آتی تھی۔ بار بار لکھنے کی مشق کرنے سے شاید یاد ہو جائے۔ انہوں نے لکھ لکھ کر کاغذوں کا انبار لگا دیا تھا۔ وہ راتوں کو نیند میں اپنا سبق دہراتے تھے۔ دن کو جاگتے میں اپنا سبق دہراتے تھے۔ محبت ... محبت... محبت۔

وہ حقیقت جسے میں نے کبھی تسلیم نہیں کیا تھا۔ مجھے پھر سے اس حقیقت کا سامنا کرنا پڑا کہ میں ایک دیہاتی ہوں۔ مجھ میں کچھ بھی غیر معمولی نہیں۔ مجھے اپنے دیہاتی پن سے نفرت ہونے لگی۔ اس دیہاتی پن کو میں اپنی ذات اور شخصیت پر سے کھرچ کھرچ کر اتار

www.urdupalace.com

دینا چاہتا تھا۔ اپنے معمولی پن کو غیر معمولی پن میں بدلنا چاہتا تھا۔

ایک رٹا مجھے بھی لگانا تھا۔ جسے اسکول میں کبھی اپنے سبق کے رٹے نہیں لگانے پڑے۔ جس نے میتھ میں ہمیشہ ننانوے فیصد نمبر حاصل کیے۔ جو میٹرک سے ہی فر فر انگلش بولنے لگا تھا۔ جسے ملبورن یونیورسٹی میں آرام سے داخلہ مل گیا۔ جسے جاب کے لیے دھکے نہیں کھانے پڑے۔ وہ عادل اپنی بیوی کو خوش دیکھنے کے لیے بتیس سال کی عمر میں چھ ماہ کا گرومنگ کورس کرنے جانے والا تھا۔

"آپ کو گرومنگ کی ضرورت کیوں محسوس آئی... اپنے پروفیشن کے لیے...؟"

"نہیں... اٹس فار پرسنل ریزن..." ایڈمیشن سے پہلے مجھ سے چھوٹا سا انٹرویو لیا گیا۔

"اور وہ پرسنل ریزن کیا ہے... خود اپنے لیے یا فیملی، دوستوں یا گرل فرینڈ کے لیے...؟"

"وائف کے لیے..." یہ جواب دینے میں مجھے کچھ وقت لگا۔

"کیا وہ چاہتی ہیں کہ آپ ایسا کریں... انہیں آپ کی پرسنالٹی میں کس طرح کی تبدیلیاں چاہئیں۔"

"میرا تعلق دیہات سے ہے۔ میں اپنا دیہاتی پن ختم کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے محسوس ہوتا ہے کہ میں اس ہائی فائی سوسائٹی کا حصہ نہیں بن پا رہا۔ میں خود کو بہت کمتر محسوس کرتا ہوں۔ میری وائف ایک بہت بڑے فیشن میگزین میں کام کرتی ہے۔ وہ مجھ جیسے دبے دبے لوگوں کو پسند نہیں کرتی۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ پارٹیز میں جا سکوں۔ وہ مجھے اپنے ساتھ فخر سے لے جا سکے۔ شاید وہ میری وجہ سے شرمندہ ہے۔"

"کیا آپ کو بھی خود پر شرمندگی ہے...؟"

مجھے کتنی ہی دیر تک جواب کے لیے سوچنا پڑا۔ "شاید ہاں..."

"آپ پڑھے لکھے ہیں... اچھی لُک، اچھی جاب ہے آپ کے پاس... پھر بھی؟"

"ہاں... پھر بھی..."

میرا انٹرویو لینے والا تھوڑی دیر کے لیے خاموش ہو گیا۔ "احساس کمتری تو شخصیت کی موت ہے۔"

"اسی موت سے تو زندگی چاہتا ہوں..."

"آپ اپنی وائف کو کیوں نہیں بتانا چاہتے کہ آپ گرومنگ کے لیے آئے ہیں...؟"

میں کافی دیر تک خاموش رہا اور پھر میں نے سچ بولنے کا ارادہ کر لیا۔

"اسے میری ذات میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ شاید میری گرومنگ ہو جائے تو اسے کچھ..."

یہ بات کہتے ہوئے میں نے محسوس کیا جیسے میں انٹرویو لینے والے سے التجا کر رہا ہوں یا بری طرح سے التجا کرنے ہی والا ہوں کہ خدا کے لیے مجھے بدل دو۔ اتنا بدل دو کہ مشعل کا دل بھی بدل جائے۔

اس وقت میں نے اس احساس کو پا لیا جب ابا جی اپنے استادوں کی باقاعدہ منت کیا کرتے ہوں گے کہ "مجھے دس جماعتیں پاس کروا دیں استاد جی... اللہ کا واسطہ ہے... مجھے ایسے پڑھا دیں کہ میں پاس ہو جاؤں... مجھے فیل نہیں ہونا... مجھے پاس کروا دیں... اللہ کا واسطہ ہے جی..."

گرومنگ کورس کے اس بیچ میں وہ واحد انسان تھا جو اپنی بیوی کو متاثر کرنے کے لیے وہ کورس کر رہا تھا۔ مجھ پر خاص توجہ دی جاتی تھی۔ یہ توجہ اس انٹرویو کا نتیجہ تھی جو میرا پہلے دن ہوا تھا۔

سیکھنے سے بہت کچھ آ جاتا ہے اور لگن سے کچھ بھی حاصل کیا جا سکتا ہے۔ میری شخصیت میں لحہ بہ لحہ تبدیلی آ رہی تھی۔ میری ڈریسنگ میں، میری بول چال اور بات چیت میں۔ اگر کہیں میرے ظاہر میں گنوارپن تھا بھی تو وہ بھی میل کی طرح اترنے لگا تھا۔

کورس کے پانچویں مہینے میں میں نے کم و بیش ان ہی ماڈلز کی طرح کی شخصیت اپنا لی تھی جو مشعل کے میگزین کے کور پر آتے تھے۔ کورس کے شروع میں میری وڈیو بنائی گئی تھی۔ پھر ہر ہفتے وہ ویڈیو بنتی تھی۔ چھٹے مہینے کے پہلے ہفتے ساری ویڈیوز ایک ساتھ مجھے

www.urdupalace.com

دکھائی گئیں اور میں نے خود کو اجڈ گنوار سے "ماڈرن گائے" بنتے دیکھا۔ مجھ میں حیرت انگیز تبدیلیاں آئی تھیں۔ میں نے دیہاتی، سیدھے سادے سے 'غیر اہم عادل' کو کہیں پیچھے چھوڑ دیا تھا بلکہ دھکے دے کر اپنی زندگی سے نکال دیا تھا۔ اب یہ نیا عادل تھا، مشعل کا شوہر۔ گروٹ... پالش... ہینڈ سم... چارمنگ... آؤٹ کلاس...

☼ ☼ ☼

"اگلے ہفتے تمہارے آفس میں سالانہ پارٹی ہے نا...؟"

مشعل نے مجھے دیکھا اور صرف سر ہلایا۔

"میں بھی چلوں گا... تمہارے ساتھ..."

مشعل نے کوئی جواب نہیں دیا اور انکار بھی نہیں کیا۔

میں اس کے ساتھ پارٹی میں گیا۔ میں نے اس کے گرد اپنا بازو حمائل کیا۔ اس کے ساتھ چلتے لوگوں سے ملنے میں بالکل نہیں جھجکا۔ میں نے اپنے اندر کی مایوسی اور اپنی شخصیت کی کم مائیگی کو اپنے اندر سے نکال کر پھینک دیا تھا۔ میں خوش تھا۔ بہت خوش تھا۔ اور خوش ہی رہتا اگر ہال میں کپل ڈانس کا آغاز نہ ہو چکا ہوتا۔

مشعل اپنی کسی کولیگ کے ساتھ کھڑی باتیں کر رہی تھی۔ میں دور میز پر بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا۔ ایک ایک کر کے سب ڈانس کرنے لگے۔ میں نے دیکھا کہ مشعل کی طرف اس کے مرد کولیگ بڑھے اور ڈانس کے لیے کہا لیکن مشعل نے انکار کر دیا۔ اس کی کولیگ نے میری طرف اشارہ کیا۔ پھر ہال میں ہونے والے ڈانس کی طرف۔ مشعل ہنس کر رہ گئی۔ میں مشعل کی اس ہنسی کے معنی جانتا تھا۔ وہ مجھ پر ہنسی تھی۔

میں چھ ماہ کا گرومنگ کورس مکمل کرنے کے بعد وہاں گیا تھا اور وہاں جا کر یہ احساس ہوا تھا کہ میں کبھی مکمل نہیں ہو سکتا۔ جب میری اور مشعل کی شادی ہوئی تھی تب بھی ایسا ہی ڈانس ہوا تھا۔ مشعل نے اپنے پاپا اور اپنے بھانجے کے ساتھ کیا تھا۔ ونیاد کھاوے کے لیے ہم دونوں نے رقص کی کوشش کی تھی لیکن وہ ایک منٹ سے بھی کم وقت میں روک دی گئی تھی۔ میں اس کے برائیڈل گاؤن میں بری طرح سے الجھ رہا تھا اور کچھ ایسا مضحکہ خیز لگ رہا تھا کہ شرمندگی سے مشعل کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا۔ انکل جلال ہنستے ہوئے میرے پاس آئے اور میرا کندھا تھپک کر کہنے لگے۔

"تمہارے بس کی بات نہیں لگتی... میری بیٹی کو گرا نہ دینا..."

میں نے زندگی میں کبھی اکیلے ڈانس نہیں کیا تھا کجا یہ کپل ڈانس۔ بظاہر ایسا لگتا ہے جیسے آپ کو اپنے پارٹنر کا ہاتھ پکڑنا ہے اور تھوڑا بہت موو کرنا ہے لیکن آپ کا پارٹنر مشعل ہو تو پھر اتنا ہی کافی نہیں ہوتا۔ مشعل کے سامنے جو آج بھی سرخ لپ اسٹک کو پورے اہتمام سے سنبھال کر رکھتی ہے اور اپنے سفید گاؤن میں جس کی پشت ناپسندیدگی کی حد تک عریاں ہے میں وہ کسی بھی صورت کہیں سے بھی پاکستانی نژاد نہیں لگتی کے ساتھ کپل ڈانس کیسے آسان ہو سکتا ہے۔ آسان تو یہ بھی نہیں تھا کہ اسے کسی اور کے ساتھ ڈانس کرتے دیکھا جائے۔ لیکن شاید میرے لیے کچھ آسانیاں زندہ تھیں اور میری غیرت کے لیے اتنا ہی کافی تھا کہ وہاں اس نے کسی اور کا ہاتھ تھام کر رقص نہیں کیا تھا۔

گھر واپسی پر میں اس کا ہاتھ بھی نہیں پکڑ سکا۔ وہ اتنی تیزی سے جا کر گاڑی میں بیٹھی اور گاڑی میں بیٹھ کر اس نے کچھ ایسے انداز میں سیٹ کی پشت پر سر ٹکا کر خود کو تھکا سا لیا کہ میرے لیے خاموش رہنے کے علاوہ کوئی چارہ نہیں رہا۔

جس وقت وہ بیڈ روم کی طرف جا رہی تھی اور میں کاؤچ پر بیٹھا تھا۔ اس وقت اس نے ہائی ہیل کے ساتھ ٹھک ٹھک چلتے ہوئے رک کر مجھے دیکھا، جیسے کہنا چاہتی ہو "دیکھا! میں نے تو پہلے ہی کہا تھا تم میں ایسا ہے ہی کیا جو تم سے شادی کی جائے۔"

www.urdupalace.com

اسے مجھ سے شادی نہیں کرنی تھی.... اور مجھے اس سے شادی نہیں کرنی چاہیے تھی....

اسے مجھ سے محبت نہیں تھی.... مجھے بھی اس سے محبت کرنا چھوڑ دینی چاہیے تھی....

اس کی صورت ضروری تھی اور میری نا ممکن....

☼ ☼ ☼

انکل جلال بہت خوش رہنے لگے تھے۔ وہ پھولے نہیں سماتے تھے کہ ان کی بیٹی اپنے گھر میں کس قدر خوش ہے۔ وہ علاج کے لیے کسی نفسیاتی ڈاکٹر کے پاس جا رہی ہے نہ اسے سلیپنگ پلز کھا کر اپنی زندگی کو ختم کرنے کی جلدی ہے۔ وہ اکثر ہمارے گھر اچانک آجاتے اور مجھے کچن میں کوکنگ کرتے اور مشعل کو میز لگاتے دیکھ کر بہت خوش ہوتے۔ یا کبھی میں ٹی وی دیکھ رہا ہوتا اور مشعل لاؤنج میں رکھی اپنے رننگ مشین پر دوڑ رہی ہوتی۔ وہ اس طرح کے مناظر دیکھ کر پھولے نہیں سماتے تھے۔

اپنے پاپا کو ایسے خوش دیکھ کر مشعل بھی پھولی نہیں سماتی تھی۔ جب جب وہ گھر آتے، مشعل کا رویہ ایک دم سے بدل جاتا۔ وہ معمول سے کچھ زیادہ مجھ سے مخاطب ہونے لگتی۔ بلکہ وہ بار بار مجھ سے مخاطب ہوتی۔

"دیکھیں پاپا! آج عادل نے کیا بنایا ہے۔ یہ ہر بار مجھے حیران کر دیتا ہے۔ مجھے اندازہ نہیں تھا کہ یہ اتنا بہترین کک ثابت ہو سکتا ہے۔ کمال کی کوکنگ کرتا ہے یہ...." پاپا ہنس دیتے۔ "اچھا شوہر ثابت ہو گیا ہے تو کک کیوں نہیں...."

"کیسے اچھا شوہر ہوا یہ.... میں اسے شاپنگ پر نہیں لے جا سکتی.... یہ بور ہوتا ہے...."

"ہاہاہا... ہر مرد بور ہوتا ہے مائی ڈیر صرف یہ ہی نہیں...."

مشعل کو واقعی اپنے پاپا سے بہت پیار تھا کیونکہ ان کے آنے پر وہ اتنی مکمل اداکاری کرتی تھی کہ مجھے شک ہونے لگتا تھا کہ وہ اداکاری نہیں کر رہی بلکہ ہمارا تعلق ہے ہی ایسا۔ کاش وہ اداکاری نہ کیا کرتی۔ کاش اسے دکھاوے کی ضرورت نہ ہوتی اور کاش وہ اتنی فرماں بردار نہ ہوتی کہ اسے مجھے برداشت کرنا پڑتا۔ وہ ان سے محبت نہ کرتی کہ اسے میرے ساتھ بیوی بن کر رہنا پڑتا۔

ہم دونوں میں جیسے کوئی ان دیکھا معاہدہ طے تھا۔ وہ جانتی تھی کہ میں خود سے انکل سے کچھ نہیں کہوں گا اور یہ بھی کہ جس وقت وہ انکل کے سامنے اداکاری کرے گی میں بھی اس کا ساتھ دوں گا۔ مجھے تو اس کا ساتھ ہمیشہ دینا تھا۔ اس کی ناپسندگی کے بدلے میں بھی پسندیدگی ہی دینی تھی۔

اسے میرے ہاتھ کے پکے کھانے پسند ہیں، اسے اب میری ڈریسنگ پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔ اور ایک دن ہو سکتا ہے ایسا بھی ہو کہ میری شخصیت پر اٹھنے والے سب اعتراضات ختم ہو جائیں۔ میں خود کو اتنا بدل دوں کہ مشعل کا دل بھی بدل جائے۔ پھر مجھے خود کو پورا بدل دینے میں وقت نہیں لگانا چاہیے۔

اس کی سالگرہ آنے والی ہے اور میں ایک بڑی پارٹی کا ارینج کرنا چاہتا ہوں۔ میں یہ بھی چاہتا ہوں کہ میں اس کے ساتھ رقص کروں۔ اس لیے مجھے دو نہیں چار قدم آگے بڑھنا چاہیے اور رقص سیکھ لینا چاہیے۔

جس وقت میں ڈانس اکیڈمی گیا اس وقت میں نروس بھی تھا اور شرمندہ شرمندہ سا بھی۔ میں نے زندگی میں کبھی نہیں سوچا تھا کہ مجھے یہ سب کرنا ہو گا۔ نہ مجھے ان چیزوں کا شوق تھا نہ کبھی ضرورت رہی تھی۔ مجھے لگتا تھا کہ یہ سب صرف فلموں میں ہوتا ہے۔ جیسے چاند آسمان پر ہے اور وہ زمین پر نہیں آسکتا ایسے ہی فلموں کی چیزیں حقیقی زندگی کا حصہ نہیں بن سکتیں۔

"تمہیں کپل ڈانس آتا ہے...." مشعل کے ساتھ پہلی بار پارٹی پر جانے کے بعد میں نے اگلے دن اپنے کولیگ سے پوچھا۔

"وہ کسے نہیں آتا ہو گا... مجھے تو ٹینگو بھی آتا

www.urdupalace.com

ہے۔"
مجھے حیرت ہوئی۔ "کیا سب کو یہ ڈانس وانس کرنا آتا ہے۔"
اس نے کندھے اچکائے۔ "شاید... ویسے میری بیوی کمال کی ڈانسر ہے۔ کیا خوب رقص کرتی ہے۔"
"اور تم..."
"میں اس کے مقابلے میں پھوہڑ ہوں۔ لیکن میں مینج کر لیتا ہوں۔"
"کیسے مینج کرتے ہو...؟"
اس نے قہقہہ لگایا۔ "جیسے مجھ جیسے پھوہڑ شوہر کر لیتے ہیں۔ میں اسے مجبور کر دیتا ہوں کہ وہ میری آنکھوں میں دیکھے نہ کہ میرے رقص کو... ہاہاہا۔"
مشعل کی آنکھوں میں دیکھنا ایسے ہی تھا جیسے کوئی جرم کرنا۔
"کیا تم مجھے کپل ڈانس سکھا دو گے۔"
"بہتر ہے کہ تم کسی... انسٹرکٹر سے سیکھ لو بلکہ اگر تم چھوٹے موٹے ڈانسر بننا چاہتے ہو تو ڈانس اکیڈمی جوائن کر لو۔"
میں ہنس دیا۔ وہاں ابا جی زمینوں اور فصلوں میں الجھے ہیں۔ اماں جی سارہ کی شادی کے لیے جہیز بنا رہی ہیں۔ سارہ اپنا اسکول چلا رہی ہے اور یہاں میں رقص سیکھنے کا سوچ رہا ہوں۔ اس لیے کہ میں مشعل کو متاثر کر سکوں۔ یا اس لیے کہ ایک بار ہی سہی میں اس کے ساتھ ڈانس کر سکوں۔ یا صرف اور صرف اس لیے کہ اگر حاصل ہو سکے تو ایسے محبت کو حاصل کر سکوں۔"
جن دونوں میں گرومنگ کورس کر رہا تھا میں نے اکثر نوٹ کیا تھا کہ وہ ترچھی نظروں سے مجھے دیکھ لیا کرتی ہے۔ شاید وہ دیکھ رہی تھی کہ میں بدل رہا ہوں۔ وہ نوٹ کر رہی تھی کہ میرے وارڈ روب میں تبدیلی آ رہی ہے۔ میرے بالوں کا ہیئر اسٹائل بدل گیا ہے۔
میں برانڈڈ شاپنگ کرنے لگا ہوں بلکہ فضول خرچ لڑکیوں کی طرح میرے پاس بھی اب جوتوں، کپڑوں، پرفیومز اور گھڑیوں کا ڈھیر لگنے لگا ہے۔

پہلے ایسا نہیں تھا۔ دیہات میں رہنے والے ایک دیہاتی کی طرح میرے لیے چند ڈریسز بھی کافی تھے۔ اپنے پورے یونیورسٹی پریڈ میں میں نے چند بار شاپنگ کی، وہ بھی صرف موسم کی تبدیلی پر۔ میں نے کبھی دوسرے لوگوں کے کپڑوں پر غور نہیں کیا۔ مجھے لگتا تھا کہ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ ہم نے کیا پہنا ہوا ہے اور اسے کتنی بار پہنا ہے۔ اگر ہمارا پہناوا صاف ستھرا ہے تو وہ بار بار پہنا جا سکتا تھا۔
اب یہ بات مجھے بے چین رکھتی ہے کہ میں بے کار چیزوں پر لاکھوں روپے لگا رہا ہوں۔ میرا گاؤں جہاں ہر گھر میں بجلی تو ہے لیکن ہر کمرے میں بلب اور پنکھا نہیں، جہاں پانی کے لیے ہاتھ والے نلکے ہیں، جہاں آج بھی بہت سے گھروں میں اتنی غربت ہے کہ لالٹین کی روشنی میں عورتوں کو رات رات بھر کڑھائی سلائی کر کے اپنا پیٹ بھرنا پڑتا ہے۔ کتنے ہی بچوں کو میلوں دور چل کر کالج جانا پڑتا ہے۔ ایک ایسے پس منظر سے تعلق رکھنے کے بعد میرا آسٹریلیا جیسے ملک میں ہزاروں ڈالرز کپڑوں پر لگا دینا پاگل پن تھا۔ میں نے یہ پاگل پن صرف مشعل کے لیے کیا۔ اگر پیسے سے محبت خریدی جا سکتی ہے تو میں یہ محبت خرید رہا تھا۔ اگر محبت کسی بازار میں بکتی ہے تو میں اس بازار میں خود کو نیلام کر کے اسے پا لینے کے لیے تیار تھا۔

☼ ☼ ☼

جو سوچنے میں مضحکہ خیز لگتا ہے، وہ حقیقت میں اتنا ہی حقیقی لگتا ہے۔
میں حقیقت میں ڈانس اکیڈمی میں موجود تھا، کیونکہ چند ہفتے پہلے اپنے ماما پاپا کی شادی کی سالگرہ پر بھی مشعل نے اپنے بھانجے اور پاپا کے ساتھ ڈانس کیا تھا۔ ڈانس کرتے وہ بہت خوش تھی۔ ہنس رہی تھی، قہقہے لگا رہی تھی۔ شاید یہی زندگی کا غیر معمولی پن تھا، شاید رقص اسے خوش رکھتا تھا۔
انکل جلال نے میری طرف اشارہ کیا اور ڈانس کے

www.urdupalace.com

لیے کہا تو مشعل نے ہنس کر کہہ دیا۔
"آپ چاہتے ہیں میں — بھری محفل میں شرمندہ ہو جاؤں۔"
مسکرا کر کہتے ہوئے اس نے اپنے لہجے کی تلخی چھپائی۔ مشعل نے گرے کلر کی ساڑھی باندھی تھی اور وہ بہت خوب صورت لگ رہی تھی۔ گروپ فوٹو کے دوران جب میں اس کے ساتھ کھڑا ہوا تو بے اختیار اس کی کمر میں اپنا بازو حمائل کر دیا۔ اس نے تیکھی نظروں سے مجھے دیکھا لیکن خاموش رہی۔
میرے ساتھ کھڑی بھی وہ کتنی دور تھی۔
کچھ رشتے تعلق میں بندھ کر بھی بے تعلق ہی رہتے ہیں۔ آج سے پہلے مجھے معلوم نہیں تھا کہ جتنا فاصلہ ایک میاں بیوی کے درمیان آسکتا ہے وہ دنیا کے کسی اور رشتے میں نہیں آسکتا۔ دنیا کا ہر رشتہ کبھی نہ کبھی، کہیں نہ کہیں دریا و سمندر کی طرح ایک مقام پر ایک ہو ہی جاتا ہے لیکن مجھ جیسے میاں بیوی کے تعلق میں قسمت سے ہی دریا سے سمندر ہونا لکھا ہوتا ہے۔
جس وقت انسٹرکٹر مجھے کپل ڈانس کے بنیادی اصول سکھا رہا تھا اس وقت میں نے اپنی شناخت خود سے چھپالی تھی۔ میں نے بھولنے کی کوشش کی کہ یہ صرف ایک بچکانہ مذاق ہے، جو میں خود اپنے ساتھ کر رہا ہوں۔ ایک لڑکی جو اب میری بیوی ہے کے لیے میں اپنے آفس سے یہاں ڈانس سیکھنے کے لیے آ رہا ہوں۔ یہ معلوم کرنے کہ اپنے پارٹنر کی کمر میں ہاتھ کیسے رکھنا ہے۔ اپنے پیروں کو کیسے حرکت دینی ہے اور کیسے کپل کیمسٹری بنانی ہے۔
لوگ کہتے ہیں کہ خون کا اثر ہوتا ہے، ٹھیک کہتے ہیں۔ میں تو کہتا ہوں ماضی کا بھی اثر ہوتا ہے۔ جو تکلیفیں اور روگ پچھلوں نے بھگتے ہوں وہ اگلوں کو بھی بھگتنے ہوتے ہیں۔ کیا واقعی اتنی ہی شدت تھی میرے باپ کی محبت میں کہ وہ شدت اتنا لمبا سفر طے کرتی مجھ میں آگئی۔ کیا یہ جو محبت ہے یہ ایسی ہی آندھی ہے کہ سب کچھ گرد آلود کر دیتی ہے۔ آنکھیں دھندلی... سانسیں اکھاڑتی...

☆ ☆ ☆

جس دن مشعل کی سالگرہ تھی اس دن انکل نے اسے اپنے ساتھ مصروف رکھا اور پھر رات بارہ بجے جب دونوں گھر آئے تو مشعل کے لیے سرپرائز تیار تھا۔ اس کی برتھ ڈے پارٹی...
بارہ بج کر ایک منٹ پر اس کے سب دوستوں اور میں نے اسے ایک ساتھ وش کیا۔ مشعل نے کیک کاٹا۔ ہم نے کھانا کھایا اور میوزک لگا کر میں نے مشعل کا ہاتھ تھام لیا۔
میں نے اس کے ساتھ ڈانس کیا اور کامیابی سے کیا۔
وہ رات میری تھی... جو مشعل کے نام تھی۔
لیکن...

☆ ☆ ☆

سب کے جانے کے بہت دیر بعد تک مشعل کاؤچ پر خاموش بیٹھی رہی۔ میں چیزیں سمیٹ رہا تھا۔ میز پر مشعل کے گفٹس کا ڈھیر رکھا تھا۔ میں نے اسے نیکلس گفٹ کیا تھا۔ مشعل نے فی الحال کوئی بھی گفٹ نہیں کھولا تھا۔
"کم سے کم میرا گفٹ تو دیکھ لو۔" میں اپنا گفٹ لے کر اس کے پاس آیا۔
اس نے ہاتھ بڑھا کر گفٹ پکڑ کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔ "یہ سرپرائز برتھ ڈے پارٹی کس نے ارینج کی تھی؟"
"میں نے..." میں نے خوش ہو کر بتایا۔
"دوبارہ نہ کرنا..." اس نے اپنے لہجے کی سختی کو چھپانے کی کوشش نہیں کی۔
"کیوں کیا ہوا... تمہیں اچھا نہیں لگا...؟"
"میں نے بس اتنا کہا ہے کہ دوبارہ ایسی کوئی پارٹی ارینج نہ کرنا۔ اتنی سی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آرہی۔"

www.urdupalace.com

اس نے دوبارہ اسی سخت انداز سے کہا تو میری ساری خوشی کافور ہو گئی جو اس کے ساتھ رقص کرنے اور پارٹی میں چاند تارا بنے رہنے سے حاصل ہوئی تھی۔

"تمہیں برا لگا کہ یہ سب میں نے کیا...؟"

"مجھے مزید کوئی کمنٹ نہیں کرنا۔" وہ اٹھ کر جانے لگی۔

"مجھے کمنٹ سننا ہے۔" پہلی بار میں نے آگے بڑھ کر اس کا بازو تھام لیا اور اسے روک لیا۔ وہ حیرت سے مجھے دیکھنے لگی۔

"یہ کیا طریقہ ہے مجھ سے بات کرنے کا۔"

"کیا تم نے اپنا طریقہ دیکھا ہے مجھ سے بات کرنے کا۔"

"مجھے زہر لگتا ہے جب تم ہر وقت مجھے متاثر کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہو۔ تم کسی جوکر سے کم نہیں لگتے جو ہر بار نیا تماشا کرتا ہے۔ تنگ آ گئی ہوں میں تمہارے ان کھیلوں سے...."

میں سناٹے میں آ گیا۔ مجھے توقع نہیں تھی کہ وہ میرے بارے میں اتنی سخت بات کہے گی۔ سات ماہ کی منگنی اور اٹھارہ مہینوں کی شادی شدہ زندگی کے بعد وہ مجھے جوکر کہے گی۔ پینڈو کے بعد میرے درجے میں فرق تو آیا۔ میں نے اس کا بازو چھوڑ دیا اور کاؤچ پر گر سا گیا۔

"اگر مجھے اتنا ہی ناپسند کرتی ہو مشعل تو تم میرے ساتھ رہ کیوں رہی ہو؟"

بیڈ روم کی طرف تیزی سے جاتے ہوئے اس نے رک کر مجھے دیکھا لیکن جواب نہیں دیا اور جانے لگی۔

"مجھے جواب چاہیے مشعل...." مجھے چلانا پڑا۔

"تم ایک نارمل انسان کی طرح میرے ساتھ رہو اور بس...."

"تم کسے نارمل ہونا کہتی ہو؟" میں اٹھ کر اس کے پاس آیا۔ جا کر اس کے عین سامنے کھڑا ہو گیا۔

"گڈ مارننگ مشعل" "آؤ ناشتہ کرو" "گڈ بائے مشعل" "گڈ ایوننگ مشعل" "آفس میں دن کیسا رہا تمہارا" "آ جاؤ مشعل زبردست مووی لگی ہے مل کر دیکھتے ہیں۔ چلو ٹھیک ہے سو جاؤ" "مشعل ہم ڈنر کرنے باہر چلیں" "ٹھیک ہے! نیکسٹ سنڈے سہی۔ تم ریسٹ کرو۔ مشعل کہیں گھومنے چلیں" "ٹھیک ہے پھر کبھی سہی...." یہ ہے ہم دونوں کی نارمل لائف؟

"تو اور تمہیں کیا چاہیے؟ وہ چلائی۔" "کیا چاہتے ہو تم مجھ سے۔"

"محبت چاہتا ہوں تم سے مشعل.... تھوڑی سی.... بہت تھوڑی سی ہی سہی.... ساری زندگی تمہارے ساتھ چلنا چاہتا ہوں اتنی جلدی بے دم نہ کرو مجھے.... سہارے کے لیے تھوڑی سی محبت دے دو۔"

اس کی سرخ لپ اسٹک اور گہری میک اپ زدہ آنکھوں کے سختی میں کوئی فرق نہیں آیا۔

"میں نے شادی پاپا کی وجہ سے کی تھی۔"

"میں نے محبت کی وجہ سے...."

"وجہ تو میرے پاس بھی محبت ہی ہے۔ پاپا سے محبت۔"

"کس چیز کی کمی ہے مجھ میں مشعل، بتاؤ مجھے.... میں خود کو بدل لوں گا۔ جیسے کہو گی ویسا ہو جاؤں گا۔"

"کس چیز کی کمی ہے مجھ میں جو مجھے تم ملے ہو....؟" مشعل کے لہجے میں نوکیلی چٹانیں سمٹ آئیں۔

اٹھارہ مہینوں بعد وہ وہی کہہ رہی تھی جو اس نے منگنی سے پہلے کہا تھا۔ اس کے رویے میں 'انداز میں' الفاظ میں کوئی تبدیلی نہیں آئی تھی۔ مجھ میں جو کمیاں تھیں، وہ کمیاں ہی رہیں۔ زیادتی ہوئی تو صرف ایک محبت کی۔ لیکن صرف ایک محبت اکیلی پسند نہیں کی جا سکتی۔ تن تنہا محبت کے بس میں سب کچھ نہیں 'اس کے ساتھ اور بھی بہت کچھ نتھی ہے۔ اس کی آرائش کرنی پڑتی ہے۔ اس کی قیمت بڑھانی پڑتی ہے۔ تب ہی یہ کارگر ہوتی ہے۔

"میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ مجھ میں کیا کمی ہے۔ میں اچھا فجیتا بنا تا نہیں ہوں مشعل.... میں اچھا فجیتا پکانا سیکھ گیا ہوں۔ ایک شارٹ کوکنگ کورس کیا ہے

www.urdupalace.com

میں نے صرف تمہارے لیے، صرف تمہارے لیے۔
میں نے ہزاروں بار خود کو آئینے میں دیکھا ہے، خود پر بے جا تنقید کی۔ تمہارے لیے ہی میں نے خود کو بھی کبھی پسند نہیں کیا۔ نفرت ہے مجھے خود سے، جسے تم پسند نہیں کرسکتیں۔ میں نے کوشش کی کہ میں تمہارے لیول پر آسکوں گرومنگ کی اپنی، رقص بھی سیکھا۔

اس گھر کا جو انٹیریر تم نے کروایا تھا اس پیسے کی ادائیگی کے لیے ۔۔ گاؤں میں موجود اپنی کچھ پیاری چیزیں بیچ دی تھیں۔ نہر کے کنارے کی وہ زمین جس کے درختوں کے سائے میں بیٹھ کر میں پڑھا کرتا تھا۔ شہر کا وہ چھوٹا سا گھر جس میں میں اپنے دوستوں کے ساتھ رہا کرتا تھا۔ جب تم مجھے پیاری ہوگئیں تو میں نے اپنی زندگی میں موجود باقی پیاری چیزوں کی اہمیت کو غیر اہم کردیا۔ کچھ کو بیچ دیا کچھ کو نکال دیا۔ مجھے پسند تھا سادہ رہنا، پینڈو بن کر رہنا، کبھی کبھی سر میں تیل لگا کر گھومنا، لیکن اپنی بیوی کے لیے جو ایک بہت بڑے فیشن میگزین میں کام کرتی ہے، میں نے بالوں میں وہی سب لگایا جو اس کے میگزین کے میل ماڈلز لگاتے ہیں۔ وہی کپڑے پہنے جو اس کے ماڈلز پہنتے ہیں۔ ویسا ہی نظر آنا چاہا جیسے وہ دکھائی دیتے ہیں۔ میں نے اپنی پسند کے رنگوں کو تمہاری پسند کے رنگوں سے بدل دیا۔ میں نے تو خود کو ہی سر سے پاؤں تک بدل دیا۔ میں نے خود کو عادل رہنے ہی نہیں دیا۔

گاؤں میں میری بہن گاؤں کے بچوں کے لیے اسکول بنا چکی ہے۔ وہ وہاں انہیں مفت تعلیم دے رہی ہے۔ اپنے اسکول کے لیے وہ ایک ایک پیسہ بچاتی ہے اور میں؟ میں نے تمہارے لیے اپنی ذات پر ایک ایک روپیہ لگا دیا۔ میں نے خود کو بدل لیا کہ شاید تم بدل جاؤ۔ میرا باپ ایک امیر آدمی ہے لیکن آج بھی وہ اپنے سارے پیسے اپنی قمیص کے نیچے پہنے شلوکے میں رکھتا ہے۔ میری ماں نے کبھی اس پر اعتراض نہیں کیا، لیکن تمہارے لیے میں نے اپنے ہر ڈریس کے لیے مہنگے اور برانڈڈ والٹ خریدے، اگر محبت پیسے سے خریدی جاسکتی ہے تو میں نے اپنی ساری جمع پونجی اسے خریدنے میں لگا دی۔ دولت کا کیا ہے۔ آجائے گی، اگر چلی بھی گئی تو بھی کیا لیکن محبت کہاں سے آئے گی چلی گئی تو لوٹے گی کیسے، ملے گی کیسے۔

میں نے اپنے انسٹرکٹر سے کہا کہ میں اپنی بیوی کے لیے رقص سیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا کہ میری بیوی دنیا کی خوش قسمت عورتوں میں سے ایک ہے اور میری بیوی کہتی ہے کہ وہ بدقسمت ہے جو اسے میں ملا۔

بدقسمت تو میں ہوں مشعل کہ مجھے تم سے محبت ہوئی۔

گاؤں کا رہنے والا عام انسان، ایک دیہاتی تمہاری مسکراہٹ کے انتظار میں اپنی ساری مسکراہٹیں گنوا بیٹھا ہے۔

تم ٹھیک کہہ رہی ہو کہ تم میں کیا کمی ہے کہ میں تمہیں ملا، واقعی میں تمہاری قسمت خراب تھی جو تمہیں انکل کے پریشر کی وجہ سے مجھ سے شادی کرنی پڑی۔ تمہیں ایک ایسے انسان سے شادی کرنی چاہیے تھی جسے تم اپنے ساتھ ٹریولنگ کے لیے لے جاسکتیں۔ جس سے تم خود کہتیں کہ وہ تمہیں ڈنر پر لے جائے۔ جو تمہارے دوستوں کے گروپ کو محظوظ کرسکتا اور جس کے دیے گفٹ کو حاصل کرکے تم خود کو دنیا کی خوش قسمت ترین عورت سمجھتیں۔

میری طرف سے تمہیں اجازت ہے کہ تم اپنے لیے یہ انسان ڈھونڈ لو۔ میں اپنے ملک واپس لوٹ جاؤں گا۔ اب مجھے معلوم ہوا ہے کہ میں کس قدر بے وقوف رہا ہوں۔ میرا خیال تھا کہ دو افراد میاں بیوی بن کر ساتھ رہتے ہیں، ایک تعلق میں بندھتے ہیں تو وہ خود بھی ایک ہو ہی جاتے ہیں۔ لیکن "ایک" تو دو افراد ہوتے ہیں۔ مشعل اور عادل نہیں۔

"ابا جی کہتے ہیں کہ کوئی چیز پالو تو محصول کی ادائیگی اس کی قدر سے کرو۔ تمہیں پالیا تھا تو محصول میں اپنی ساری چاہت دے رہا تھا۔ لیکن مجھ جیسے انسان کی چاہت کی اتنی ہی حیثیت ہوتی ہے جتنی متروک زنگ

www.urdupalace.com

آلودسکوں کی جو راکھ کی قیمت کی ادائیگی میں بھی نہیں دیے جاسکتے۔"

✿ ✿ ✿

اس نے ٹھیک کہا ہے کہ محبت جیسے بھی ہو' اسے حاصل کر لینا چاہیے۔ کچھ لے کر' کچھ دے کر' کچھ کھو کر' کچھ پا کر۔

میں نے پاپا کی محبت کے لیے بھاری قیمت دی ہے۔ خود کو دے کر' خود کو مار کر' شاید یہ میرا ہی قصور رہا ہے کہ میں نے پاپا سے اس قدر زیادہ محبت کی ہے۔ یہی قصور پاپا کا بھی ہے کہ انہوں نے اپنی بیٹیوں سے بے حد محبت کی ہے۔

پتا نہیں انہیں عادل میں ایسا کیا پسند آگیا تھا کہ انہیں لگتا تھا کہ ایک صرف عادل ہی میرا شوہر بن سکتا ہے۔ اس کے علاوہ مجھے کوئی خوش نہیں رکھ سکے گا۔ وہ بار بار یہی کہتے تھے کہ انسان اچھائی اور برائی کا میزان ہے اور عادل کی اچھائیوں کا میزان جھکا ہوا ہے۔ کتنے ہی دن وہ مجھے عادل کے بارے میں گاہے بگاہے بتاتے رہے۔ پہلے ایک جونیر کی حیثیت سے پھر ایک دوست کی حیثیت سے۔ ان کا کہنا کہ وہ اسے ہر طرح سے پرکھ چکے ہیں اور اب یہ ممکن نہیں کہ ان کا تجربہ اور مشاہدہ انہیں دھوکا دے دے۔

پارٹی میں مجھے اس سے ملوانے کے بعد انہوں نے مجھ سے صاف صاف کہا کہ وہ میرے لیے عادل کا انتخاب کر چکے ہیں۔ پھر وہ اس کے حق میں دلائل دینے لگے جنہیں میں تحمل سے سنتی رہی اور اسی تحمل سے انہیں انکار کرتی رہی۔ عادل میں ایسا کچھ نہیں تھا جس کی وجہ سے اس سے شادی کی جاتی۔ پھر بھی ہمارے درمیان ہر دوسرے دن عادل ڈسکس ہوتا۔ پاپا میرے کسی بھی انکار کو اہمیت ہی نہیں دے رہے تھے۔ مجبوراً مجھے عادل سے کہہ کر انکار کروانا پڑا۔

"تمہیں عادل سے انکار نہیں کروانا چاہیے تھا۔" پاپا بہت ناراض تھے۔

"آپ نے مجھے کسی اور لائق چھوڑا ہی نہیں تھا۔"

"جس اسکیل پر تم عادل کو رکھ کر جانچ رہی ہو وہ مشینوں کے لیے تو کار آمد ہیں لیکن انسانوں کے لیے نہیں۔"

اس کے بعد وہ کتنے ہی دن مجھ سے خفا رہے۔ میں جانتی تھی وہ یہ سب میرے لیے کر رہے ہیں۔ میری محبت میں' میری بہنوں کے انجام اور پھوپھو کی حالت نے انہیں میرے لیے خوف زدہ کر دیا تھا۔ وہ میرے لیے اتنے حساس ہو چکے تھے کہ اکثر وہ چھپ کر میری نگرانی کیا کرتے تھے کہ کہیں میں کسی غلط انسان کے قریب تو نہیں ہو رہی۔

ان کی اداسی اور حساسیت کی وجہ سے میں کبھی کھل کر کسی پر اعتماد نہیں کر سکی۔ دنیا کا ہر مرد ان کے نزدیک ایک برا مرد تھا۔ کیونکہ وہ ایک برا شوہر بننے والا تھا۔ انہیں بھولتے ہی نہیں تھے۔ جن دنوں کومل کا علاج ہو رہا تھا۔ اس کا پہلا شوہر اس پر تشدد کرتا رہا تھا۔ ان کی پڑھی لکھی خوب صورت بیٹیوں کو پڑھے لکھے' خوب صورت شوہر تو ملے لیکن خوب سیرت انسان نہیں۔ یہی وہ وقت تھا جب ان کے نظریات بدل گئے۔ وہ بہت زیادہ خاموش رہنے لگے۔ گھر میں ہونے والی آئے دن کی تقریبات ختم کر دی گئیں۔ گھر میں ان کے دوستوں کی آمد بھی تقریباً ختم ہو گئی تھی۔ ان کی خوش اخلاقی اور خوش اطواری جو ان کی شخصیت کا حصہ تھی' وہ سختی اور لاتعلقی میں ڈھل گئی۔ وہ اپنے آپ کو محدود کرتے چلے گئے۔

میں پاپا کی اس حالت کو سمجھتی تھی۔ میں دیکھ رہی تھی کہ وہ بدل رہے ہیں لیکن میں کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ کبھی کبھی انہیں لگتا کہ یہ ان کی اپنی غلطی تھی جو انہوں نے اپنی بیٹیوں کی پسند کو اتنی اہمیت دی۔ انہوں نے کومل اور فروا کو ہر طرح کی آزادی تو دی لیکن انہیں انسانوں کو پرکھنے کی صلاحیت نہیں دی۔ یا کم سے کم وہ خود محتاط ہو جاتے۔ انہیں آج بھی یہ لگتا ہے فروا نے خودکشی ان ہی کی وجہ سے کی ہے۔

www.urdupalace.com

جس وقت میں نے فراز کے پروپوزل کے بارے میں پاپا کو بتایا اس وقت ان کے رد عمل نے مجھے حیران کر دیا۔ انہوں نے صاف صاف انکار کر دیا تھا۔

"میرا دل اس کی طرف مائل نہیں۔"

"یہ کیا لاجک ہوئی۔۔۔؟"

"میرا دل کمزور بہت کمزور ہو گیا ہے مشعل۔۔۔ تیز ہوا سے بھی لرزنے لگتا ہے۔ بس فراز مجھے پسند نہیں' تم اسے انکار کر دو۔"

"میں اسے ہاں کہہ چکی ہوں۔۔۔ میں اسے پسند کرتی ہوں پاپا۔"

ایک لڑکا کومل نے بھی پسند کیا تھا اور فروا نے بھی۔ ضروری نہیں کہ جو آج تمہیں پسند کرتا ہے' وہ ہمیشہ پسند کرے گا۔ کیا تم نے اپنی بہنوں کی زندگیوں سے کوئی سبق نہیں سیکھا۔؟

"ان دونوں کی زندگیوں نے آپ کو بہت وہمی بنا دیا ہے۔"

"وہمی نہیں محتاط ہو گیا ہوں۔ دو بار اپنا دل چھلنی کروا چکا ہوں' اب تو جان سے ہی جاؤں گا۔"

"آپ کو فراز کے لیے مثبت انداز میں سوچنا ہی ہو گا۔ اسے میرا آخری فیصلہ سمجھ لیں۔"

فراز میرا کلاس فیلو بھی تھا اور میرا بیسٹ فرینڈ بھی۔ میری اور فراز کی منگنی گیارہ ماہ رہی۔ اور پھر شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ اس دوران اس کی ایک ایکس گرل فرینڈ سامنے آگئی۔ فراز مجھے اس ایکس گرل فرینڈ کے بارے میں بتا چکا تھا لیکن اس نے یہ نہیں بتایا تھا کہ اس ایکس کے ساتھ اس نے منگنی بھی کی تھی اور نوبت شادی تک بھی آچکی تھی۔

"ایکس گرل فرینڈ میں اور تقریباً "وائف ہو جانے میں فرق ہوتا ہے۔" میں نے فراز سے کہا۔

"ایکس ایکس ہی ہوتا ہے مشعل' وہ تقریباً "ہو یا مکمل۔۔۔"

ہم دونوں کے درمیان یہ بات کچھ اس انداز سے شروع ہوئی اور اتنی بڑھ گئی کہ فراز نے خود بریک اپ کر لیا۔ گیارہ ماہ رہنے والی منگنی اور تین سال چلنے والی دوستی صرف ایک بحث کی نذر ہو گئی۔ اسے اپنے ماضی کے بارے میں میرے سوالوں کا جواب دینا پسند نہیں آیا۔ وہ بار بار مجھے یہ جتاتا رہا کہ وہ مجھے اپنے ہر ایکشن کے لیے جواب دہ نہیں ہے۔ جب تک وہ میرا دوست تھا اسے میرا ہر ایکشن' ہر بری ایکشن پسند تھا' جیسے ہی ہمارا رشتہ بدلنے لگا وہ بھی بدل گیا۔ آخری بات جو اس نے کی تھی وہ یہ تھی۔۔۔

"شادی سے پہلے ہمارے درمیان بحث کا یہ حال ہے تو شادی کے بعد کیا ہو گا۔ مجھے سوچنے کے لیے وقت دو۔"

اس نے وقت لیا اور پھر منگنی توڑ دی۔

پاپا نے کہا تھا "فراز اچھا ہے' پڑھا لکھا ہے' امیر ہے' لیکن وہ بھی ان نوے فیصد لوگوں میں سے ہے' جو شادی سے پہلے ہی اچھے ہوتے ہیں' پھر وہ شوہر تو رہتے ہیں لیکن اچھے نہیں۔ جھوٹے تو ہوتے ہیں لیکن سچے نہیں۔"

فراز سے متعلق خیالات میں بلاشبہ پاپا جیت گئے تھے۔ میں اس معاملے میں ہار گئی تھی۔ پھر بھی میں عادل کے ساتھ کسی بھی طرح کے تعلق کے لیے تیار نہیں تھی۔ میں نے زندگی میں بہت کم لوگوں کو یہ اجازت دی ہے کہ وہ میرے قریب آئیں۔ خاص طور پر مردوں کو۔ میرے چند دوستوں اور فراز کے علاوہ میں نے کبھی کسی کو اپنے قریب آنے کی اجازت نہیں دی۔ شاید کہیں نہ کہیں میرے ذہن میں بھی وہی سب تھا جو پاپا کے ذہن میں تھا۔ میں بھی اجنبی اور نئے لوگوں سے ایسے ہی خائف رہتی تھی جیسے پاپا رہتے تھے۔

فروا کی خودکشی نے ہم سب کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا تھا۔ مہینوں ہمارے گھر سے سوگ نہیں نکلا تھا۔ سالوں پاپا نے گہری نیند سو کر نہیں دیکھا تھا۔ اس سب کی وجہ فروا کا شوہر تھا۔ پاپا چاہتے تھے کہ میرا شوہر فروا کے شوہر جیسا نہ ہو۔ پاپا کا جو بھی کہنا تھا اس سب کے باوجود میں عادل کے لیے اپنے دل میں گنجائش پیدا نہیں کر سکی۔ وہ مجھے اچھا نہیں لگتا تھا' اس سے محبت دور کی بات تھی۔ شادی اس سے بھی زیادہ دور کی بات تھی۔ اس

www.urdupalace.com

میں کوئی ایک بھی خوبی ایسی نہیں تھی جو مجھے اس کی طرف مائل کرتی۔ وہ پڑھا لکھا تھا تو دنیا میں لاکھوں کروڑوں لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ اس کے پاس اچھی جاب یا اچھا مستقبل تھا تو دنیا میں کروڑوں لوگوں کے پاس عادل سے کہیں زیادہ کامیاب حال اور روشن مستقبل تھا۔ پھر عادل ہی کیوں....

✲ ✲ ✲

اور عادل ہی کیوں کہ پاپا نے اس کے جانے کی اتنی ٹینشن لی کہ اپنی جان ہی لے لی۔ انہوں نے آفس سے مجھے پک کیا اور گھر لائے۔

"عادل پاکستان جا رہا ہے۔"

"سو واٹ پاپا.... میں یہ موضوع بند کر چکی ہوں مزید اس پر بات نہیں کروں گی۔"

"اس کی فیملی نے اسے شادی کے لیے بلایا ہو گا مشعل...."

"یہ اس کا ذاتی معاملہ ہے۔"

"مشعل! یہ غلطی نہ کرو۔ میں کہاں تمہارے لیے اس جیسا ایک اور ڈھونڈتا رہوں گا۔"

"مجھے اس جیسا چاہیے بھی نہیں، آپ سمجھ کیوں نہیں رہے۔"

"تم کیوں نہیں سمجھ رہیں، مجھ پر اعتماد نہیں ہے تمہیں۔"

"آپ پر اعتماد ہے لیکن آپ کی پسند میری پسند نہیں بن سکتی۔ میری شادی کا خیال ہی آپ اپنے دل سے نکال دیں ورنہ کم سے کم عادل سے شادی کا پاپا میرا انکار کبھی ہاں میں نہیں بدلے گا۔ اس شخص کو دیکھتے ہی مجھے گھبراہٹ ہوتی ہے۔ کتنی دبی دبی شخصیت ہے اس کی۔ اس میں اتنی قابلیت تو ہو گی کہ وہ محنت کر کے دنیا کے کسی بھی مقام پر پہنچ جائے، لیکن اس میں اتنی صلاحیت نہیں ہو سکتی کہ وہ میرا لائف پاٹنر بنے۔"

"لائف پارٹنر میں قابلیت یا صلاحیت نہیں دیکھتے مشعل.... انسانیت دیکھتے ہیں۔"

"پھر آپ میرے لیے انسانیت کی خدمت کرنے والا کوئی انسان ڈھونڈ لیتے نا۔"

تلخی سے کہہ کر میں کمرے میں آ گئی۔ اور پھر آدھی رات کو مجھے اور ماما کو پاپا کو ایمرجنسی میں لے جانا پڑا۔ فروا کے مرنے پر ان کا نروس بریک ڈاؤن ہو گیا تھا۔ عادل سے شادی پر انکار پر انہیں ہارٹ اٹیک ہو گیا تھا۔ اتنا ہی خاص تھا وہ ان کے لیے..... جو میرے لیے ایک معمولی سا انسان تھا وہ پاپا کے لیے اتنا غیر معمولی کیوں تھا۔ کیا صرف اس لیے کہ ایک شوہر ہونے کی حیثیت سے وہ مجھے کبھی تنگ کرنے کی جرات نہیں کرے گا۔ کیا پاپا نے عادل کا انتخاب اس کی بزدلی کی بنا پر کیا تھا۔

مجھے عادل سے منگنی کرنی پڑی۔ یہ تھی وہ قیمت جو اپنے باپ کی محبت کے لیے میں نے ادا کی۔

میری سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ اس کے ساتھ میں اپنی اور اس کی شادی میں کیا ڈسکس کروں۔ ایسے لگتا تھا یہ ہماری نہیں دو الگ الگ لوگوں کی شادی ہے۔ ایک بار وہ مجھے ڈنر پر لے کر گیا تھا۔ اتنا اوور ڈریس ہو کر کہ اسے دیکھتے ہی میں کوفت کا شکار ہو گئی۔ مجھے اسے برداشت کرنا پڑتا تھا۔ مجھے اسے اگنور کرنا پڑتا تھا۔ اس کے ساتھ موجود ہونا میرے لیے کسی امتحان سے کم نہیں ہوتا تھا۔ اس نے جو انگوٹھی مجھے دی تھی۔ وہ عین میری پسند کے مطابق تھی۔ ویسی ہی جیسی میں اپنی منگنی پر لینا چاہتی تھی لیکن ایک صرف اس انگوٹھی کا اس کے ہاتھ سے دیا جانا تھا کہ وہ انگوٹھی مجھے بری لگنے لگی۔

میرے دوستوں کا کہنا تھا کہ وہ ایک سادہ لیکن سوبر انسان ہے۔ شاید ایسا ہی تھا پھر بھی وہ مجھے پسند نہیں تھا۔ وہ مجھے پسند نہیں آ سکتا تھا۔ شاید میں اس سے نفرت کرتی تھی۔ اس لیے کہ اس نے پاپا کو بری طرح سے اپنے جال میں پھانس لیا تھا۔ میں جانتی ہوں کہ یہ سوچ غلط ہے لیکن مجھے ایسا ہی لگا۔ اس نے پاپا کو اپنی خوبیوں سے اتنا متاثر کر لیا کہ وہ اس کے سوا سب کو ناپسند کرنے لگے۔

میرے لیے شادی اتنی ضروری نہیں تھی یا پھر مجھے

www.urdupalace.com

شادی کی کوئی جلدی نہیں تھی۔ میں زندگی میں کبھی بھی شادی کر سکتی تھی یا پھر کبھی نہ بھی کرتی تو بھی میری اپنی لائف پر اس کا کوئی فرق نہیں پڑتا۔ شادی تو پھر ایک جوا ہے۔ جس میں جیت جتنی غیر یقینی ہے ہار اتنی ہی یقینی، پتا نہیں ڈیڈی کیوں چاہتے تھے کہ یہ جوا وہ ہر صورت جیتیں اور مجھے بھی جتوائیں، وہ بار بار مجھے ایک اچھے انسان کی، ایک اچھے شوہر کی خوبیوں کے بارے میں بتاتے تھے۔ یہ وہ موضوع تھا جو مجھے سخت ناپسند تھا اور پاپا کو اتنا ہی پسند تھا۔ شاید وہ سمجھتے تھے کہ ان کے اس طرح بات کرنے سے میں اپنا ذہن بدل دوں گی۔

اور میں نے ذہن بدل دیا۔ ان کے بات کرنے سے تو نہیں لیکن ان کے ہارٹ اٹیک سے۔

☆ ☆ ☆

ایسی شادی جو عادل جیسے انسان کے ساتھ ہو رہی تھی اس میں میری دلچسپی کیا ہو سکتی تھی؟ میں نے جتنی بھی دلچسپی دکھائی وہ پاپا کے لیے دکھائی۔ شادی سے کچھ دن پہلے عادل کے گھر کی آرائش و سجاوٹ میں نے کروائی تھی، جو میں نے کروایا تھا اس کی پوری پے منٹ مجھے دے دی۔ اس نے چیک میرے آگے کیا۔

"تم نے ہمارا گھر بہت اچھا سجایا ہے مشعل..... یہ خوب صورت ہے تمہاری طرح....."

وہ مجھ سے ڈرتا تھا میں جانتی تھی۔ اسی ڈر کی وجہ سے وہ میری تعریف نہیں کر سکتا تھا اور جب کر دیتا تھا تو صاف نظر آتا تھا کہ اس نے بہت جرات سے کام لیا ہے۔ مجھے نہ اس کا ڈر پسند تھا نہ جرات۔ اگر میں اس کی جگہ ہوتی تو کبھی ایسی لڑکی سے شادی نہ کرتی جس سے بات کرنے سے پہلے دس بار سوچنا پڑے۔ وہ دس نہیں بیس بار سوچتا ہو گا کیونکہ وہ مجھے ناراض نہیں کرنا چاہتا تھا۔ وہ نہیں چاہتا تھا کہ مجھے کوئی بات بُری لگے۔

"یا مجھے کوئی بات ہرٹ کرے۔" اس امکان کو میں نے بہت بعد میں سوچا۔ جب وہ چلا گیا۔

مجھے اکثر یہ لگتا تھا کہ وہ مجھے اپنے پیسوں سے متاثر کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اس نے شادی کے لیے مجھے جو گفٹس دیے وہ مجھے متاثر کرنے کی ابتدائی کوششوں میں سے ایک تھی۔ کوئی ایسے کسی بھی انسان کو کیسے پسند کر سکتا ہے۔ جو ہر وقت دوسروں کو متاثر کرنے میں ہلکان رہتا ہے۔

میں اس سے بہت زیادہ چڑتی ہوں، میں جانتی ہوں۔ میں اسے ایک نارمل حد تک پسند نہیں کر سکتی۔ یہ بھی میں جانتی ہوں۔ پھر اس صورت میں ہمارا تعلق کسی ایگری منٹ سے زیادہ کیا حیثیت رکھ سکتا ہے۔ جیسے کہ اکثر ہمیں بہت ساری ایسی ماڈلز کے ساتھ کام کرنا پڑتا ہے جنہیں ہم ذاتی طور پر بالکل پسند نہیں کرتے لیکن چونکہ ہمیں ان کی ضرورت ہوتی ہے اس لیے ہم ان سے ایگری منٹ بھی کرتے ہیں اور انہیں برداشت بھی.....

ایک بار پاپا گھر آئے جیسا کہ وہ جان بوجھ کا اچانک میرے گھر آتے رہتے تھے کہ دیکھیں ہم دونوں کسی بات پر جھگڑ تو نہیں رہے۔ یہ سب کچھ ٹھیک چل رہا ہے نا۔ میں جو آنکھوں پر ہاتھ رکھے کاؤچ پر اونگھ رہی تھی میرے پاس بیٹھ گئے۔

"تھک گئی ہو مشعل؟"

"اوہ پاپا آپ..... کب آئے؟"

"میں تو تمہارے کچن سے بھی ہو آیا ہوں، بہت مزے کا کھانا بنایا ہے آج عادل نے..."

"آپ نے کھا بھی لیا؟"

"ہاہاہا... تھوڑا سا... عادل کہاں ہے؟"

اور یہ سوال تھا کس کا جواب میں نہیں جانتی تھی۔ جب میں گھر آتی تھی تو مجھے بالکل پروا نہیں ہوتی تھی کہ وہ کہاں ہے کیا کر رہا ہے۔ اکثر وہ مجھ سے پہلے گھر میں موجود ہوتا تھا۔ گھر میں داخل ہوتے ہی وہ نظر آجاتا تھا یا اگر میں عادل کی طرف سے بات کروں تو ایسے ہوتا تھا کہ وہ گھر پر میرا انتظار کر رہا ہوتا تھا۔ پاپا نے اس کے بارے میں پوچھا تو میری سمجھ میں نہیں آیا۔

"یہیں کہیں ہوگا..."

"یہیں کہیں کہاں؟" پاپا ناراض سے ہو گئے۔

"لان میں ہو گا پاپا... ابھی دیکھتی ہوں۔"

www.urdupalace.com

"آدھ گھنٹہ پہلے میں نے تمہیں آفس سے آتے دیکھا ہے۔ تیس منٹ سے تمہیں معلوم نہیں کہ عادل کہاں ہے؟"

"وہ میں آتے ہی کاؤچ پر لیٹ گئی تھی۔ بس نیند آگئی۔"

پاپا اٹھے اور عادل کو آوازیں دینے لگے پھر وہ اسے فون کرنے لگے۔ "آفس میں ہے وہ' آج دیر سے آئے گا۔"

"پھر کھانا کس نے بنایا؟" میں حیران ہوئی۔

"وہ کہہ رہا ہے کہ وہ ایک گھنٹہ پہلے گھر آیا تھا۔ یعنی وہ آیا تھا' تمہارے لیے کھانا بنانے کہ تمہیں آتے ہی بھوک لگتی ہے اور تمہیں یہ تک معلوم نہیں کہ وہ کہاں ہے۔" پاپا خفا ہو کر گھر واپس جانے لگے۔

"میرے ساتھ کھانا کھائیں پاپا! ممی کو بھی یہیں بلا لیتے ہیں۔"

"تم اپنے شوہر کا کھانے پر انتظار کرو گی تو مجھے زیادہ اچھا لگے گا۔" کہہ کر وہ چلے گئے۔

پہلی بار مجھے عادل نے حیران کر دیا تھا۔ وہ گھر آیا اور میرے لیے کھانا بنا کر چلا گیا۔ وہ جانتا تھا کہ کوکنگ کرنا بالکل پسند نہیں۔ آفس سے آتے ہی مجھے بھوک بھی بہت لگتی ہے۔

عادل اچھا انسان ہے' خیال رکھتا ہے' بات مانتا ہے' لیکن پھر بھی وہ مجھے پسند نہیں' وہ حیران کر دیتا ہے لیکن متاثر نہیں' شاید وہ مجھے متاثر بھی کر دے۔ میں متاثر ہو بھی جاؤں لیکن پھر بھی....

☼ ☼ ☼

وہ یہ سمجھتا تھا کہ اس کے حلیے میں جو تبدیلیاں آرہی ہیں میں ان سے لاعلم ہوں۔ اس میں اتنی تیزی سے اور اتنی تبدیلیاں آرہی تھیں کہ کوئی بھی اسے دیکھ کر چونک جاتا۔ ایک دن میں نے اسے کار سے نکلتے ہوئے دیکھا۔ میں اپنے آفس کی کھڑکی میں کھڑی بارش کا نظارہ کر رہی تھی جب وہ پارکنگ سے بارش میں بھیگتا ہوا آفس بلڈنگ کی طرف آیا۔ وہ پہلی بار تھا کہ میں نے اسے پہچاننے میں تھوڑا وقت لیا۔ اس کا ہیئر اسٹائل بدلا ہوا تھا۔ یقیناً" اس نے بالوں کو کلر بھی کروایا تھا اور انہیں باقاعدہ سیٹ کروایا تھا۔ اس کی شرٹ' شرٹ پر کوٹ' شوز اور ہاتھ میں پہنی ریسٹ واچ میں ایسی نمایاں تبدیلیاں تھیں کہ کھڑکی سے اسے دیکھتے ہوئے میں چند سیکنڈز کے لیے اسے پہچان ہی نہیں سکی۔

میرا شک یقین میں بدل گیا۔ وہ گرومنگ کلاسز لے رہا تھا۔ آج وہ فائنل میک اوور کروا کر آیا تھا۔ ایک عرصے سے وہ کچھ زیادہ ہی اپنی ڈائٹ کا خیال رکھنے لگا تھا۔ اپنے لیے اسپیشل فوڈ بناتا تھا۔ جم جا رہا تھا' ریگولر رننگ' جوگنگ کرتا تھا۔ اس کی باڈی ایک خاص شیپ میں بدلنے لگی تھی۔

آج جیسے وہ مجھے سرپرائز دینے آیا تھا۔ میں سرپرائزڈ ہو گئی تھی۔ بہت حیران تھی میں.... اس نے خود کو بہت حد تک بدل لیا تھا۔

اس کی شخصیت کی سادگی اپ ڈیٹ ہو چکی تھی۔ جیسا کہ پاپا کہتے ہیں وہ بہت ڈیسنٹ ہے تو آج وہ ڈیسنٹ پرسن ڈیشنگ پرسن لگ رہا تھا۔

وہ اندر میرے آفس میں آیا اور مجھ سے کہا کہ کیا میں اس کے ساتھ لنچ کے لیے چلوں گی۔ میں نے صاف انکار کر دیا۔

"میرا خیال تھا آج موسم بہت اچھا ہے۔ ہمیں لنچ کہیں باہر کرنا چاہیے۔"

میرے انکار پر بھی وہ بضد تھا کہ ہمیں لنچ باہر کر لینا چاہیے۔

میں نے ایک فائل اٹھائی اور اسے پڑھنے لگی اور اس سے کہا کہ میں بہت مصروف ہوں۔ سر ہلا کر وہ چلا گیا۔ پہلے وہ مجھ سے فون پر پوچھا کرتا تھا کہ میں لنچ کے لیے اس کے ساتھ جا سکتی ہوں' آج وہ خود آیا تھا۔ میں اس کے ساتھ لنچ کے لیے ضرور چلی جاتی اگر اس کے لیے میری ناپسندیدگی میں کوئی کمی آچکی ہوتی۔ ویسے بھی آج وہ مجھے لنچ پر لے جانے نہیں خود کو دکھانے آیا

www.urdupalace.com

تھا۔ میں نے اسے سرسری نظر سے بھی نہیں دیکھا۔ جو مایوسی اس کے چہرے پر نمایاں ہوئی وہ مجھے نظر آگئی تھی، لیکن میں کیا کرتی۔۔۔ خود پر جبرا اس پر رحم۔۔۔

میں جانتی ہوں خود کو۔۔۔ میں جس چیز کو ایک بار ناپسند کرلیتی ہوں۔ پھر اسے کبھی پسند نہیں کرتی۔ جن کھانوں کو، جن کپڑوں کو، جن رنگوں، شہروں کو، لوگوں کو میں نے ایک بار ناپسند کیا، انہیں پھر کبھی پسند نہیں کیا۔ ناپسندیدہ چیزیں جیسے میری انا کے لیے چیلنج بن جاتی ہیں۔ میری انا اتنی بلند ہے کہ میں آسانی سے یہ چیلنج جیت جاتی ہوں۔ اس معاملے میں میں پتھر کی لکیر ہوں، بلکہ پتھر ہوں میں۔۔۔

مجھے نظر آرہا تھا کہ اس کی وارڈروب میں کیا تبدیلیاں آرہی ہیں۔ اس کے لیے کہاں کہاں سے پارسل آرہے ہیں۔ مجھے ہنسی آتی تھی کہ وہ کس لیے خود کو اتنا ہلکان کررہا ہے۔ کیا اسے لگتا ہے کہ اگر وہ کسی ماڈل مرد کی طرح کا چارمنگ ہوجائے گا تو مجھے اچھا لگے گا۔ وہ ہینڈسم ہوگا تو میں اس سے محبت کرنے لگوں گی۔ یا وہ میرا فخر بننا چاہتا تھا۔ وہ چاہتا تھا کہ میں اس کے ساتھ فخر سے چل سکوں۔ اگر وہ باعث فخر تھا تو پاپا کے لیے۔۔۔ متاثر کرتا تھا تو صرف انہیں۔۔۔

مجھے عادل ہمیشہ ایک بوجھ لگا۔ ایک ایسا سایہ جو میرے پیچھے پیچھے رہتا ہے۔ ٹھیک ہے کہ پاپا کہتے ہیں کہ اس میں بہت سی خوبیاں ہیں۔ اس نے آج تک مجھ سے یہ نہیں پوچھا کہ میں کہاں تھی اور اتنی دیر سے گھر کیوں آئی؟ کس کے ساتھ تھی، اسے فون کیوں نہیں کرسکی؟ اس کی کال کا جواب کیوں نہیں دے سکی؟

ڈیڈی کہتے ہیں کہ وہ بے ضرر انسان ہے۔ اگر کسی انسان کی ذات سے کسی دوسرے انسان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے تو وہ انسان فرشتہ ہوتا ہے۔ میں مانتی ہوں کہ وہ بے ضرر ہی ہے۔ میں نے شادی کے بعد بھی شادی سے پہلے والی لائف گزاری ہے۔ میں اپنے دوستوں کے ساتھ گھومتی پھرتی رہی ہوں۔ ان کے ساتھ پارٹی کی، ہلا گلا کیا، تھیٹر، سینما، کنسرٹ پر گئی، میچز دیکھے، وہ

ماہنامہ کرن

اکتوبر 2016 کا شمارہ شائع ہوگیا

- "بیادِ محمود بابر فیصل"،
- اداکار "عمران شریف" سے شاہین رشید کی ملاقات،
- "آواز کی دنیا سے" اس ماہ مہمان ہیں "یاسر عباس"
- اداکارہ "یمنیٰ زیدی" کہتی ہیں "میری بھی سنیئے"،
- "من مورکھ کی بات نہ مانو" آسیہ مرزا کا سلسلے وار ناول،
- "راپنزل" تنزیلہ ریاض کا سلسلے وار ناول،
- "دستِ مسیحا" نگہت سیما کے مکمل ناول کی آخری قسط،
- "ردائے سحر" بشریٰ سیال کا مکمل ناول،
- "سنگ پارس" مہوش افتخار کے ناولٹ کی آخری قسط،
- "سانول موڑ مہاراں" بنت سحر کا ناولٹ،
- "ہم نے تو بس عشق کیا" شبینہ گل کا ناولٹ،
- نفیسہ سعید، اُم طیفور، عابدہ احمد، فوزیہ اشرف اور حنا اشرف کے افسانے اور مستقل سلسلے

اس شمارے کے ساتھ کرن کتاب

"نیچرل بیوٹی گائیڈ"

کرن کے ہر شمارے کے ساتھ علیحدہ سے مفت پیش خدمت ہے

www.urdupalace.com

سب کیا جو میرا دل چاہا۔ میں کسی کو جواب دہ نہیں تھی۔ عادل کو تو بالکل نہیں۔ وہ میرے گڈ ایوننگ گڈ نائٹ کہنے پر ہی خوش ہو جاتا تھا۔

جس دن میں اس سے کہہ دیتی کہ.... "کیا وہ میرے لیے ایک کپ کافی بنا دے گا۔" تو وہ دن اس کے لیے خاص ہو جاتا تھا۔

میں اسے مسکرا کر دیکھ لیتی تھی تو سارا دن مسکراہٹ اس کے چہرے سے الگ نہیں ہوتی تھی۔ اپنی کافی کے ساتھ اگر میں اس کی کافی بھی بنا دیتی تھی تو اسے لگتا تھا کہ جیسے میں اس سے محبت کرنے لگی ہوں۔

مجھے اس سے محبت ضرور ہو جاتی' اگر وہ مجھے پسند آجاتا.... اس میں ایسا کچھ نہیں تھا کہ جسے ناپسند کیا جاتا تو ایسا بھی کچھ نہیں تھا کہ اسے اتنا پسند کر لیا جاتا کہ محبت ہی کر لی جاتی.... وہ ایک شوہر تھا.... صرف شوہر.... اور بس....

☆ ☆ ☆

پاپا مطمئن تھے' ممی خوش تھیں اور مجھے کیا چاہیے تھا؟ میں سکون سے اپنے میگزین کے لیے کام کرتی تھی۔ عادل کے ساتھ ہوئے شادی کے ایگری منٹ کو میں نبھا رہی تھی تو دوسری طرف اپنے کیریئر کے لیے میں جیسے جان کی بازی لگا رہی تھی۔ اب جب زندگی میں ایک ناپسندیدہ چیز موجود تھی تو مجھے زندگی میں ہر چیز اپنی پسندیدہ چاہیے تھی۔ گھر سے لے کر آفس تک.... کام سے لے کر کامیابی تک۔

ایک دن میں اپنے میگ کے ایک آرٹیکل کے لیے ملبورن کی ٹاپ ٹین ڈانس اکیڈمیز میں سے ایک میں گئی تھی۔ کافی دیر تک میں آفس میں بیٹھی مائیکل سے بات چیت کرتی رہی تھی۔ جس وقت میں واپس آرہی تھی اس وقت میں نے سرسری سا شیشے کی اس دیوار کے پار دیکھا جہاں ایک بڑا ہال تھا اور بہت سے لڑکے لڑکیاں ڈانس پریکٹس کر رہے تھے۔ میری نظر پلٹ گئی۔ لیکن میں چلتے چلتے رک بھی گئی۔ چار قدم چل کر مجھے پھر سے اپنی نظروں کو شیشے کے اس طرف موڑنا پڑا جہاں۔ انسٹرکٹر ایک لڑکے کے ساتھ مصروف تھا۔ انسٹرکٹر کھڑا ہو کر اسے اسٹیپ کر کے دکھا رہا تھا' پھر اس نے سامنے والے کو کہا کہ وہ کر کے دکھائے۔

سامنے والا انسان عادل تھا۔

میں آج بھی ٹھیک سے یہ نہیں جان سکی کہ چلتے چلتے میں کیوں رک گئی تھی۔ کس چیز نے مجھے زیادہ حیران کیا تھا۔ عادل نے یا اس کی وہاں موجودگی نے۔

میں وہیں کھڑی رہی اور اس کی طرف ہی دیکھتی رہی۔ عادل نے۔ انسٹرکٹر کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور ایک کمر میں حمائل کیا اور پھر اس نے موومنٹ دی۔ اس کی موومنٹس پالش تھیں۔ یقیناً" وہ کافی وقت سے یہاں آرہا تھا۔ خوف سے یا حیرانی سے میں کپکپا کر رہ گئی۔ پہلی بار میں نے اپنے دل کو ایک دم سے سکڑتے محسوس کیا.... ایک سرگوشی بے اختیار میرے ہونٹوں سے نکلی۔

"عادل.... تم یہ کیا کر رہے ہو۔"

پاپا کہتے ہیں کہ وہ آفس سے وقت پر نکل آتا ہے۔ پھر وہ کہاں جاتا ہے۔ میں نے کبھی جاننے کی کوشش ہی نہیں کی۔ وہ گھر جاتا ہے' میرے لیے کھانا پکاتا ہے اور پھر یہاں آجاتا ہے۔ میں تو تقریباً" روز ہی آفس سے لیٹ ہو جاتی تھی۔ بلکہ مجھے تو رات بھی آفس میں گزار دینے پر کوئی اعتراض نہیں ہوتا۔

دو منٹ تک وہاں کھڑی میں اسے دیکھتی رہی۔ میں اپنی پلکیں نہیں جھپک سکی۔ ایک لحظے کے لیے میرا دل چاہا کہ میں ہال کے اندر جاؤں اور اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے آؤں.... لیکن پھر.... پھر یہ کہ مجھے اس چیز کی فکر نہیں کرنی چاہیے کہ وہ کیا کر رہا ہے اور کیوں۔

اس رات جب وہ گھر آیا تو غیر معمولی طور پر خوش تھا۔ شاید اس کا ڈانس ٹھیک ہو گیا تھا۔ رات گئے تک میں اپنے آرٹیکل پر کام کرنے کی کوشش کرتی رہی' لیکن اس رات مجھ سے کام ہی نہیں ہو سکا۔ میں بار بار بیڈ روم کے آدھ کھلے دروازے کی طرف دیکھ رہی تھی

www.urdupalace.com

جہاں اندر وہ سو رہا تھا... عادل...

✲ ✲ ✲ ✲

پتا نہیں کیوں، لیکن میں نے اسے اپنے لیے ایک چیلنج سمجھ لیا تھا۔ مجھے عادل کو یہ موقع دینا ہی نہیں تھا کہ وہ اپنے رقص سے کسی کو بھی متاثر کر سکے یا کم سے کم اس کا مظاہرہ کر سکے۔ جب سے وہ ویل گرومڈ ہوا تھا تب سے پاپا اس کے اور زیادہ گرویدہ ہو گئے تھے۔ ان فیکٹ وہ تو ہر وقت اس کی ڈریسنگ اور پرسنالٹی کی تعریف کرتے رہتے تھے۔ وہ بار بار مجھے یہ جتاتے رہتے تھے کہ وہ کس قدر ہینڈسم ہو چکا ہے۔ ہمارے حلقہ احباب میں کوئی بھی اس کی پرسنالٹی جیسا نہیں ہے۔ اس کی شخصیت میری شخصیت سے کہیں زیادہ پرکشش ہو چکی ہے۔

شاید اس نے زندگی بھر کبھی خود پر اتنے پیسے انویسٹ نہیں کیے تھے جتنے وہ اب کر رہا تھا۔ انویسٹمنٹ جتنی بڑی ہوتی ہے فائدہ بھی اتنا ہی زیادہ ہوتا ہے۔ میرے دوست بھی اس کی تعریف کرنے لگے تھے۔ اکثر لوگ تو اسے پہچاننے میں کافی وقت لیتے تھے۔ پاپا کی دیکھا دیکھی کومل بھی عادل سے متاثر نظر آنے لگی تھی۔ ایک دن وہ مجھ سے کہنے لگی۔

"پاپا کا فیصلہ ٹھیک تھا... عادل تو واقعی میں بہت اچھا انسان ہے... تم سے محبت بھی کرتا ہے۔"

میں ہنس دی... "تمہیں کیسے پتا وہ مجھ سے محبت کرتا ہے؟"

کومل حیران ہو کر مجھے دیکھنے لگی۔ "کیوں تمہیں نہیں پتا؟ جب سب کو نظر آ رہا ہے تو تمہیں کیوں نہیں؟"

"نہیں...! مجھے کچھ نظر نہیں آ رہا۔"

جبکہ مجھے سب نظر آ رہا تھا۔ وہ کیا کر رہا ہے، کیوں کر رہا ہے، کتنا بدل رہا ہے، میرا کتنا خیال رکھتا ہے، سب۔ لیکن بات صرف اتنی سی تھی کہ مجھے اس سے کوئی فرق نہیں پڑ رہا تھا۔ ڈانس سیکھتے ہوئے اس نے مجھے چونکا دیا تھا۔ خوف زدہ بھی کر دیا تھا۔ اس رات میں سو بھی نہیں سکی تھی، لیکن اس سے زیادہ کچھ نہیں۔

میں نے اپنی آفیشل پارٹیز میں جانا ہی چھوڑ دیا تھا، کیونکہ میں نہیں چاہتی تھی کہ وہ وہاں میرے ساتھ جائے۔ لیکن پھر اس نے میرے لیے برتھ پارٹی ارینج کی۔ پہلی بار ایسا ہوا تھا کہ میں اتنی مصروف ہو گئی کہ میں اپنی برتھ ڈے بھول گئی۔ میں یہ بھی بھول گئی تھی کہ ایسی کوئی پارٹی مجھے دی جا سکتی ہے۔ جہاں رات کو میرے سارے دوست گھر میں موجود ہوں گے، گھر سجا ہو گا، لان میں ایک عالی شان پارٹی کا انتظام ہو گا۔

پاپا خوش تھے۔ بہت خوش تھے اور عادل بھی... کومل اور ممی بھی... پتا نہیں وہ سب کیوں اتنے خوش تھے۔ کیا ان سب نے اپنے اپنے غموں کا علاج میری خوشیوں میں تلاش کر لیا تھا۔ کیا انہیں یہ لگتا تھا کہ اب جبکہ میں اور عادل ایک پرفیکٹ کپل بن چکے ہیں تو ان کے سارے زخم بھر چکے ہیں۔ کیا عادل ان کے لیے مرہم تھا۔ اگر ایسا تھا تو وہ میرے لیے زہر کیوں تھا؟

جس وقت عادل نے اپنا ہاتھ میرے سامنے کیا کہ میں اس کے ساتھ ڈانس کروں، اس وقت میں اسے صاف انکار کر دینا چاہتی تھی اور میں کر ہی رہی تھی کہ کومل نے کہا۔

"اگر آج رقص نہیں ہو گا تو کب ہو گا... فوراً شروع ہو جاؤ دونوں۔"

شاید کومل جانتی تھی کہ عادل رقص سیکھتا رہا ہے۔ شاید وہ عادل کی رازدار بن چکی تھی۔ میں نے اس رات محسوس کیا کہ میرا بھانجا، کومل کا اکلوتا بیٹا بھی عادل کے ساتھ ساتھ تھا۔ وہ عادل کے ساتھ سلفیاں لے رہا تھا۔ اسے اپنے دوستوں سے ملوا رہا تھا۔ خضر عام نارمل بچوں کی طرح ایکٹ کر رہا تھا جو کہ وہ کم ہی کیا کرتا تھا۔ وہ تنہائی پسند تھا اور زیادہ تر اپنے کمرے میں گیمز کھیلنا پسند کرتا تھا۔

"خضر کے اتنے دوست کیسے بنے۔ اس نے کب اپنے کمرے سے نکلنا شروع کیا۔ وہ کس طرح عادل سے اتنا فری ہوا کہ اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے دوستوں سے ملوانے لگا۔"

www.urdupalace.com

اس رات کی جھولی میں اتنے سوال تھے اور میرے لیے حیرت کے اتنے سامان تھے کہ میں تلخ سے تلخ ہوتی گئی۔ تو عادل میری فیملی میں صرف داخل ہی نہیں ہوا تھا، بلکہ وہ ہماری فیملی کا حصہ بھی بن چکا تھا۔

"اس شخص نے ہر انسان کو متاثر کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا ہے۔"

عادل نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور میرا ہاتھ تھام لیا۔ مجھے عادل کے ساتھ ڈانس کرنا پڑا۔ میں جو ایک اتنے بڑے فیشن میگزین میں کام کرتی ہوں۔ جس کا ہر دن شوبز کے ہائی فائی لوگوں سے ملاقاتیں گزرتا، ان کی زندگیوں کے تجزیے کرتے اور ان کی پروفیشنل لائف کے بارے میں لکھتے گزرتا، مجھے یہ ماننے میں کوئی عار نہیں کہ اس رات عادل نے کسی فلمی ہیرو کی طرح رقص کیا... مجھے کسی ہیروئن کی طرح ٹریٹ کیا۔

اس رات اس کی پرفارمنس آؤٹ کلاس تھی۔ اس کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔ یہ حقیقت کہ وہ میرے ساتھ ایسے رقص کر سکتا ہے اور کر رہا ہے، اسے کسی خواب میں لے جا رہی تھی... وہ میری آنکھوں میں دیکھ رہا تھا... ہاں! وہ مجھے پوری جرات اور دلیری سے دیکھ رہا تھا... اس نے جھک کر میرے کان میں سرگوشی کی اور میری گردن پر جھک آیا۔

میری ریڑھ کی ہڈی میں سنسناہٹ ہوئی... میں نے اسے فوراً "پرے دھکیل دینا چاہا۔

"میں تھک گئی ہوں۔"

"ابھی تو ملی ہو... ابھی کیسے جانے دوں۔"

اس نے میرا ہاتھ نہیں چھوڑا... بازو میری کمر میں حمائل رہا اور گردن کا جھکاؤ بدستور پہلے جیسا۔

اگر اس رات کا اہتمام میرے لیے تھا تو وہ رات عادل کے نام تھی۔ سب خوش تھے۔ میرے لیے نہیں عادل کے لیے۔ وہ اسٹار تھا اس رات کا۔ میں نے پاپا کو آج سے زیادہ کبھی اتنا خوش نہیں دیکھا تھا۔

"حیران کر دیا نا انکل نے آپ کو۔" خضر نے میرے پاس آکر پوچھا۔ میں حیرت سے اسے دیکھنے لگی۔

"آپ سے اچھا ڈانس کرتے ہیں اب وہ... آپ تو خوب صورت ہیں، لیکن وہ تو کمال ہیں۔"

عادل، پاپا اور ممی سے باتیں کر رہا تھا۔ وہ ہنس رہا تھا۔ مسکرا رہا تھا۔ مجھے صاف صاف ایسے لگا جیسے اس نے مجھے ہرا دیا۔

وہ جیت گیا۔

عادل جیسے انسان کو جیت جانے دینا... اس جیسے انسان سے ہار جانا... مجھے اپنی تذلیل لگا۔

اگلے دن وہ چلا گیا۔

"اچھا ہوتا تم بھی عادل کے ساتھ چلی جاتیں۔ کچھ دیر وہاں اپنے سسرال جا کر رہو۔ اب جب عادل بلائے تب چلی جانا۔ کام کو اتنا سر پر سوار نہیں کرتے۔"

پتا نہیں اس نے پاپا سے کیا کہا تھا، کیا نہیں۔ کیا سچ کیا، کیا جھوٹ کہ پاپا مجھ سے کوئی بازپرس نہیں کر رہے تھے۔ وہ بہت مطمئن تھے۔ میں بھی بہت مطمئن تھی۔

وہ میرے نام ایک خط ٹیبل پر چھوڑ گیا تھا کہ میں پاپا کی فکر نہ کروں، وہ انہیں سنبھالے گا۔ میں اپنے فیصلے میں آزاد ہوں۔ میں نے چاہا کہ میں پاپا کے گھر چلی جاؤں تو انہوں نے مجھے منع کر دیا۔

"اپنے گھر میں رہو اور اپنے شوہر کا انتظار کرو۔ تمہیں بھی معلوم ہو کہ عادل کے بغیر گھر کیسا لگتا ہے۔"

عادل کے بغیر گھر ویسا ہی تھا جیسا پہلے تھا۔ نہ وہ میرے لیے پہلے گھر میں موجود تھا، نہ بعد میں ہوا۔ ان لوگوں کے جانے سے زندگی میں فرق پڑتا ہے جن لوگوں کی موجودگی سے فرق پڑے۔ جسے زندگی میں شامل ہی نہیں کیا اسے نکال دینے پر افسوس کیا کرنا۔ ہاں! لیکن چند بار مجھے افسوس ہوا کہ میں نے ایک عام سے شخص کو اتنا ہلکان کر دیا کہ وہ خود کو سر سے پیر تک بدل دینے میں مصروف ہو گیا۔ کوکنگ سیکھتا رہا، گرومنگ کرتا، رقص میں غلطاں رہا۔ وہ خود کو خاص بنا لینے پر کمربستہ ہو گیا۔

مجھے افسوس تھا اور بس...

پاپا کی باتوں سے اندازہ ہوتا تھا کہ ان کی عادل سے

www.urdupalace.com

روز بات ہوتی ہے۔ ایسے ہی روز بات کرتے عادل ایک دن انہیں ہمارے فیصلے کے بارے میں بتا دے گا۔ مجھے عادل پر بھروسا تھا کہ جیسے اس شخص نے باقی کے سب کام اتنی خوش اسلوبی سے کیسے تھے وہ یہ کام بھی بہت اچھے انداز سے کرلے گا۔

"تمہارا اس اکیلے گھر میں دل پریشان نہیں ہوتا مشعل۔۔۔؟" عادل کو گئے ہوئے آٹھ مہینے سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا تو ایک رات پاپا نے مجھ سے پوچھا۔

" سارا دن تو میں آفس میں ہوتی ہوں۔ رات کو سونا ہی تو ہوتا ہے۔"

"کیا زندگی یہی ہے؟ دن کو کام کرنا اور رات کو سو جانا؟ اپنے کیریئر کے لیے جنون رکھنا اور اپنی پرسنل لائف کو کوئی اہمیت نہ دینا۔"

میں خاموش رہی۔۔۔

"مجھے یہ خوف ہمیشہ رہا تھا کہ مجھے کبھی اپنی کسی بیٹی کے لیے ایک اچھا انسان نہیں مل سکے گا۔ مجھے یہ خواب لگتا تھا کہ کبھی ایسا بھی ہوگا کہ میری کسی بیٹی کا شوہر اتنا اچھا ہوگا کہ میں رات کو سکون سے سو جایا کروں گا۔ فروا کی موت کے بعد میں تمہاری موت کے فوبیا میں مبتلا ہو گیا تھا۔ جب کوئی انسان اولاد والا ہوتا ہے نا اس دن سے ہی وہ کئی طرح کے خوفوں میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ میں تو پھر بیٹیوں والا تھا۔ لیکن تم سے یہ باتیں کرنا یا تمہیں سمجھانا بے کار ہے کیونکہ تم ضدی اور خود پسند ہو۔"

"میں خود پسند نہیں ہوں پاپا۔۔۔" مجھے پاپا کے اتنے سفاکی سے کہنے پر دکھ ہوا۔

"تم خود کو کیا کیا سمجھتی ہو مشعل؟ ہو تو تم ایک انسان ہی نا۔ اگر تم خوب صورت ہو تو اس میں تمہارا کیا کمال ہے؟ اگر تم پڑھی لکھی ہو تو اس میں میرا کمال ہے۔ میں نے رات دن محنت کی، تمہیں زندگی کی ساری سہولتیں دیں۔ اگر میرا باپ پاکستان سے یہاں نہ آتا تو تمہاری پیدائش بھی کسی دیہات میں ہوتی۔ تم اس سے کہیں زیادہ عام اور معمولی ہوتیں، جتنا عادل تمہیں لگتا ہے۔ جب ایک انسان خود کو بہت اونچے مقام پر رکھ لیتا ہے نا تو اسے باقی کے سب لوگ خود سے چھوٹے ہی نظر آتے ہیں۔ خود کو تم نے کس خوبی کی بنا پر اتنا اونچائی پر رکھ لیا ہے؟

تم عادل سے شادی سے انکار کرتی تھیں، تو مجھے یقین تھا کہ جب تم اس کے ساتھ رہو گی تو تم بھی اس کی گرویدہ ہو جاؤ گی۔ ہونہہ۔۔۔ لیکن گرویدہ تو وہ شخص ہو جو خود اپنے سحر سے نکل سکے۔ جسے اپنی ہی چاکری سے فرصت نہیں، وہ کسی کو کیا سراہے گا۔ مجھے افسوس ہے مشعل! کہ تمہیں یہ تو معلوم ہے کہ تمہیں اپنے فلاں ڈریس کے ساتھ کون سے شوز اور کون سا کلچ لینا ہے، لیکن تمہیں یہ نہیں معلوم کہ ایک اچھے انسان کے ساتھ کیسے رہنا ہے۔"

میں حیرت سے ڈیڈی کو دیکھ رہی تھی۔

"عادل مجھ سے تفصیل سے بات کر چکا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ میں تمہیں تمہارے مرضی کی زندگی گزارنے دوں۔ تم پر اپنی محبت کا دباؤ نہ ڈالوں۔ وہ تمہیں چھوڑنے کے لیے تیار ہے۔ تم کاغذات بنوالو، وہ سائن کردے گا۔ یہ گھر وہ پہلے ہی تمہارے نام کر چکا ہے۔ تم کچھ اور لینا چاہو تو اس کا دعوا کر دینا۔ تم نے خود پر شادی کی اسٹمپ لگوالی ہے، اب چاہو تو ساری زندگی سنگل رہ سکتی ہو۔ عادل کے بارے میں جو میرے دعوے تھے، وہ سب سچ ثابت ہوئے۔ اس نے مجھے مایوس نہیں کیا۔ مایوس تو مجھے میری اپنی ہی اولاد نے کیا۔ اب مجھے اس چیز کا خوف نہیں رہے گا کہ میری بیٹی کی زندگی میں کوئی برا شخص آجائے گا، کیونکہ اب میں یہ جان گیا ہوں کہ اچھے شخص کو میری بیٹی خود اپنی زندگی سے بے دخل کرتی رہے گی۔ عادل کو بھی مکمل بے دخل کردو۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ کسی اپنے جیسی لڑکی سے شادی کرے اور اپنا گھر بسالے۔ میں اسے بہت پسند کرتا ہوں۔ اس نے تمہارے ساتھ ایک صبر آزما وقت گزارا ہے۔ میں اس کے صبر کی قدر کرتا ہوں۔"

"پاپا! آپ۔۔۔"

"تم اپنے ہر طرح کے فیصلے کے لیے آزاد ہو مشعل۔۔۔" میری بات سنے بغیر وہ اپنی کہہ کر چلے گئے۔

www.urdupalace.com

☼ ☼ ☼

جس رات پاپا میرے پاس آئے تھے اس رات کے دن میں آفس میں بھی ایک واقعہ ہوا تھا۔

"یہ آرٹیکل آپ نے لکھا ہے۔" تند و تیز انداز میں ایک عورت میرے آفس آئی۔

"جی میں نے ہی لکھا ہے۔"

"پہلے میں نے سوچا کہ مجھے تمہیں ای میل کرنی چاہیے، پھر سوچا کہ جو بات ملاقات میں ہے، وہ ای میل میں نہیں۔ ویسے بھی تم جیسے لوگوں کی طبیعت لائیو صاف کرنی چاہیے۔

جولائی کے ایڈیشن میں تم نے جو میگزین کے کور پر کول ہسبینڈ، ہاٹ گائے، پرفیکٹ ہسبینڈ کی تصویریں دیں اور اندر آرٹیکل اور ہنٹ دیے ہیں، کیا سوچ کر دیے ہیں۔ تمہیں کیا لگتا ہے کہ وہی لڑکا بیسٹ ہو سکتا ہے، جس کی باڈی اچھی شیپ میں ہو؟ وہی شوہر پرفیکٹ ہو سکتا جو بیوی کی برتھ ڈے کو یاد رکھے، جو بیوی کو غیر معمولی گفٹ دے سکے۔ جو اسے ہفتے میں ایک بار ڈنر کے لیے لے کر جائے۔ جو دیکھنے میں ہینڈسم ہو۔ اس کے پاس ٹریولنگ کروانے کے لیے ڈھیر سارے پیسے ہوں۔ جو کسی فلمی ہیرو کی طرح ہمارے سب خواب سچ کر دکھائے؟ یہ ہے وہ اسکیل جو تم لوگ دوسروں کو جج کرنے کے لیے دیتے ہو؟ تم ہوتے کون ہو ہمیں یہ اسکیل دینے والے؟

بند کرو یہ واہیات چیزیں لکھنا۔ میرا ہزبینڈ یہ سب چیزیں پڑھتا ہے اور اسے لگتا ہے کہ وہ ایک پرفیکٹ ہزبینڈ نہیں ہے۔ میرے برتھ ڈے گفٹ کے لیے اس نے اپنی کچھ قیمتی اور پیاری چیزیں بیچ دیں۔ اسے لگنے لگا کہ شاید دنیا کی ہر عورت ایسے ہی خوش رہ سکتی ہے۔ ہر عورت کو یہی سب چاہیے۔ ہفتے کے چھ دن وہ پارٹ ٹائم کام کرنے لگا ہے، تاکہ ہفتے میں ایک بار مجھے کسی اچھی جگہ پر ڈنر کرا سکے۔ اپنی ضروریات کو نظر انداز کر کے وہ مجھے ٹریول کروانے کے لیے پیسے جمع کر رہا ہے۔ تم لوگ کیوں دوسرے لوگوں کی زندگیاں مشکل بنا رہے ہو۔ میرا شوہر تمہارے میگزین کے کور پر آنے والے پرفیکٹ گائے جیسا نہیں دکھتا، لیکن وہ میرے لیے پرفیکٹ ہے، کیونکہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس کی جیب میں پیسے ہیں یا نہیں، وہ مجھے ڈھیر ساری شاپنگ کروا سکتا ہے یا نہیں، مجھے اس کی پروا نہیں ہے، کیونکہ وہ میرے دکھ میں میرے ساتھ مل کر روتا ہے۔ میری خوشی میں میرے ساتھ خوش ہوتا ہے۔

تم یہ سب لکھ کر میرے شوہر کو اذیت دینا بند کرو۔ بند کرو یہ سب بکواس لکھنا۔ تم وہ وچ (چڑیل) ہو جو سادہ دل لوگوں کی زندگیوں کا خون چوستی ہے۔ تم جیسے گھٹیا لوگ اپنی زندگیوں کو مشینوں کی طرح چلاتے ہیں اور انہیں لگتا ہے کہ باقی کی دنیا بھی اسی فارمولے پر چلے۔"

کیا میں واقعی اپنی زندگی کو کسی مشین کی طرح چلا رہی تھی۔ میں نے اپنی زندگی پر ایک فارمولا لگا لیا تھا۔ جو اسکیل میں دوسروں کو دے رہی تھی اسی اسکیل پر میں نے عادل کو رکھا ہوا تھا۔

اس دن اور اس رات مجھے لگا کہ ہر شخص عادل کی زبان بول رہا ہے۔ ہر شخص عادل کے حق میں بول رہا ہے۔ ہر اشارہ اس کے حق میں جا رہا ہے۔ اس رات پہلی بار میں نے اپنے دل کو ڈوبتے ہوئے محسوس کیا۔ پہلی بار مجھے لگا کہ جس نظریے میں دنیا کو اور عادل کو دیکھتی رہی ہوں وہ نظر ہی غلط تھی۔

نہیں مجھے عادل سے محبت نہیں ہو گئی تھی۔ میں تو اس سے متاثر ہوئی تھی کہ کیسے ہر شخص اس کی وکالت کر رہا ہے۔ ہر شخص، ہر واقعہ، ہر اشارہ..... وہ خود پاکستان میں تھا اور یہاں وہ اپنے وکیل چھوڑ گیا تھا۔

☼ ☼ ☼

اگلے دن صبح ہی مجھے ہمارے فیملی وکیل کی کال آ گئی۔ ان کا کہنا تھا کہ پاپا نے انہیں مجھ سے بات کرنے کے لیے کہا۔ پاپا کا رویہ مجھے حیران کر رہا تھا۔ وہ عادل کو اس قدر پسند کرتے تھے کہ وہ چاہتے تھے کہ عادل جلد مجھ جیسی اذیت سے آزاد ہو جائے۔ پاپا کا یہ رویہ مجھے

www.urdupalace.com

اپنے منہ پر کسی طمانچے سے کم نہیں لگا۔

☆ ☆ ☆

پاپا مجھ سے قطع تعلق کر چکے تھے۔ وہ نہ گھر آتے تھے نہ میرے گھر جانے پر مجھ سے بات کرتے تھے۔ لیکن میں نے انہیں عادل سے فون پر لمبی لمبی باتیں کرتے دیکھا تھا۔ آخر اس شخص میں ایسا کیا تھا کہ جنہیں وہ ایک بار پیارا لگا تھا انہیں وہ بُرا نہیں لگ رہا تھا۔

اور پھر.... ایک رات....

ان دونوں نے ایک ساتھ مجھ پر حملہ کیا تھا۔ ایک نے پسٹل مجھ پر تان لی تھی اور ایک نے میرے منہ پر ہاتھ رکھ دیا تھا۔ پھر انہوں نے مجھے ریسٹ واچ اور باقی کی جیولری اتارنے کے لیے کہا۔ اس طرح کے اسٹریٹ کرائم سے میں واقف تھی۔ میں نے آج تک ہزاروں بار ان اسٹریٹ کرائم کے بارے میں پڑھا تھا' سنا تھا اور ہمیشہ یہی سوچا تھا کہ یہ سب دوسروں کے ساتھ تو ہو سکتا ہے' لیکن میرے ساتھ نہیں۔ میرے پاس میری اپنی کار تھی اور میرا اچھے علاقوں میں آنا جانا تھا۔ میرے گمان میں بھی نہیں تھا کہ کسی پوش علاقے میں بھی میرے ساتھ یہ ہو سکتا ہے۔ کار تک آتے کوئی مجھے بھی پیچھے سے دبوچ سکتا ہے۔ میرے گھٹنے پر میرے پیٹ میں اور میرے منہ پر تھپڑ مار سکتا ہے۔ کبھی کہیں میرے ساتھ بھی کچھ برا ہو سکتا ہے.... کوئی مجھے بھی بے بس کر سکتا ہے۔

میری ساری قیمتی جیولری اور میرا بیگ ان کے پاس تھا' پھر بھی وہ مجھے گالیاں دے رہے تھے۔ ایک اپنا بدبودار' غلیظ منہ میرے منہ کے پاس لا کر چلاّ رہا تھا۔ میرے اعصاب اتنی بری طرح سے منتشر ہوئے کہ میں کتنی ہی دیر تک وہیں بت بنی کھڑی رہی۔ میں خوف زدہ نہیں ہوئی تھی' بلکہ میں بے عزت ہوئی تھی۔ میری گردن پر ایک لڑکے کے پنجوں کی سختی اور میرے ہاتھوں' کانوں' انگلیوں سے جیولری اتارنے کی درندگی نے مجھے جھنجوڑ کر رکھ دیا تھا۔

میں نے پولیس کو کال نہیں کی تھی۔ میں گھر آگئی تھی۔ میں نے اپنا منہ بھی صاف نہیں کیا تھا۔ کپڑے بھی نہیں بدلے تھے۔ تذلیل کے اس احساس کو لیے میں رات بھر خاموش بیٹھی رہی.... اس ایک تھپڑ کی گونج ساری رات سنتی رہی۔

ملبورن کی نمبر ون یونی ورسٹی سے ڈگری لینے والی لڑکی' ملک کے سب سے بڑے میگزین میں کام کرنے والی مشعل جلال' جو لوکل ٹرین میں سفر کرنے کو اپنی توہین سمجھتی تھی۔ جسے اپنی خوب صورتی' ریمپ پر چلنے والی ماڈلز سے کہیں زیادہ لگتی تھی۔ میں جو عادل جیسے انسان کو اپنے کندھے پر صرف اس لیے ہاتھ نہیں رکھنے دیتی تھی کہ میں سمجھتی تھی کہ میری خوب صورتی اتنی گری ہوئی نہیں کہ ایک دیہاتی اس پر اپنا حق جمائے۔ وہ مشعل آج گندے سندے' نشہ کرنے والے' گلی کے غنڈوں کے ہاتھوں ذلیل ہو چکی ہے.... وہ میرا سامان نہیں لُوٹ کر لے گئے تھے' بلکہ وہ میرا وقار لوٹ کر گئے تھے.... پہلی بار مجھے احساس ہوا کہ

ابن انشاء کی شخصیت اور علمی وادبی خدمات پر

ڈاکٹر ریاض احمد ریاض کا تحریر کردہ مقالہ

ابن انشاء

احوال وآثار

قیمت: -/1200 روپے

ڈاک خرچ: -/50 روپے

منگوانے کا پتہ:

مکتبہ عمران ڈائجسٹ

37، اردو بازار، کراچی

فون نمبر: 32735021

www.urdupalace.com

ذلت تو کہیں سے بھی، کبھی بھی مل سکتی ہے... یہ تو عزت ہے، جو ہر ایک سے، ہر جگہ سے نہیں ملتی... اور محبت... اور عادل... جس کا ہاتھ ہاتھ میں تو آتا لیکن گال تک نہیں...

☼ ☼ ☼

بابا اور میں عادل کو اطلاع دیے بغیر پاکستان اس کے گاؤں گئے تھے۔ عادل گھر پر موجود نہیں تھا۔ وہ گاؤں میں کوئی ڈسپنسری بنوا رہا تھا، وہ وہیں تھا۔ گھر کا ایک ملازم مجھے وہاں تک لے گیا تھا۔ ڈسپنسری کی تعمیر سے کچھ فاصلے پر وہ ایک ٹیوب ویل کے پاس بیٹھا کتاب پڑھ رہا تھا۔

جس وقت میں اس کے پاس جا کر کھڑی ہوئی اس نے سر اٹھا کر ایسے دیکھا کہ جیسے اسے گمان تھا کہ وہاں میں ہوں، لیکن اسے یقین نہیں تھا کہ اس کا گمان سچ بھی ہو سکتا ہے۔ حیرت اس کی آنکھوں میں سمٹ آئی۔ اسی حیرت نے اسے خاموش کر دیا۔ وہ اپنی جگہ سے ہل بھی نہیں سکا۔

میں اس کے پاس جا کر بیٹھ گئی اور اسی کی طرح میں نے بھی اپنے پاؤں پانی میں ڈبو لیے۔ وہ ابھی بھی خاموش تھا۔ وہ میری طرف دیکھنے سے بھی کترا رہا تھا، شاید اسے یہ لگ رہا تھا کہ میں کوئی خواب ہوں جو اس کے بات کرنے سے ٹوٹ جائے گا۔

اس وقت اس کے ساتھ اس گاؤں، اس جگہ بیٹھے مجھے شدت سے یہ احساس ہوا کہ اس پوری دنیا میں عادل ایک صرف میرے بغیر کتنا اکیلا اور تنہا تھا۔ اس کے سامنے لہلہاتے سارے کھیت دراصل کس قدر بنجر تھے۔ عادل کی آنکھوں کی ویرانی، اس کے وجود میں نمایاں کرب کے گہرے سائے اسے کس قدر بدصورت بنا چکے تھے۔ ایک صرف میرے لیے... ایک صرف میرے لیے... وہ شخص میرے لیے خود کو ویران کیے ہوئے تھا... ایسا پہلی بار ہوا کہ اسے ایسے دیکھ کر میری آنکھیں نم ہو گئیں... میں نے اس کی اذیت کو پورے دل سے محسوس کیا... میں نے جان لیا کہ وہ تو صرف مجھ سے محبت کرتا تھا... ایسی محبت، جس پر اس کا اپنا کوئی اختیار نہیں تھا۔

"میں تم سے محبت نہیں کرتی عادل... لیکن کیا تم اتنا وقت میرے ساتھ رہ سکتے ہو کہ مجھے تم سے محبت ہو جائے... زیادہ نہیں بس اتنا ہی..."

اس نے کتنی ہی دیر تک بے یقینی سے مجھے دیکھا۔

"کیا تم نے محبت کا لفظ استعمال کیا مشعل؟"

"ہاں وہی "حرف محبت" جو تم سے سیکھا ہے۔"

"جو تمہیں سکھا دیا ہے، وہ میں خود بھول گیا ہوں مشعل۔" اس نے کہا اور اپنے ہاتھ کو میرے ہاتھ کے نیچے سے نکال لیا۔ میں نے اسے دیکھا۔ ہاں وہ ٹھیک کہہ رہا تھا، وہ بھول سکتا تھا۔ کائنات میں ایسا کیا ہے، جو ہمیشہ ایک ہی جگہ قائم رہتا ہے۔ وہ کیا ہے، جس میں تبدیلی وقوع پذیر نہیں۔ محبت اپنے وجود میں کتنی بھی کامل کیوں نہ ہو، کہیں نہ کہیں ڈگمگا ہی جاتی ہے۔ پھر محبت اپنے اندر غیرت بھی رکھتی ہے، جب اسے مسلسل ذلیل کیا جائے، تو یہ غیرت جاگ اٹھتی ہے۔

"میں نے آنے میں دیر کر دی نا عادل؟"

"واپس لوٹ جاؤ مشعل..." پہلی بار مجھے اس تکلیف کا احساس ہوا جس تکلیف سے ہر بار عادل گزرتا تھا، جب میں اس کی محبت کو اپنی جوتی کی نوک تلے مسل دیا کرتی تھی۔

"واپس لوٹ جاؤ۔" نے مجھے اس درد سے آشنا کیا جس درد کو عادل نے مسلسل جھیلا تھا میں نے اسے تھکا دیا تھا۔ وہ یقین جو اسے اپنے جذبے پر تھا، وہ سرد ہو چکا تھا۔

میں نے اس کے ہاتھ پر پھر سے اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ کیونکہ یہ بھی تو میں نے عادل سے ہی سیکھا ہے کہ پتھر محبت سے کتنا ہی نا آشنا کیوں نہ ہو، آخر کار پگھل کر موم ہو ہی جاتا ہے۔

☼

www.urdupalace.com

Advertisement at Urdu Palace

Are you looking for an affordable website to advertise your business?
Urdu Palace offers lowest rates for all advertisers.
For Advertisement of your brand or business on our website call us or contact through

Whatsapp on following numbers:+92-348-8709449,+92-303-5110135

www.urdupalace.com